یا اللہ مدد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حق چار یار

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

نگہبان

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

مجلّہ صفدر

83 جنوری 2018 — ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ

اور یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اسلامی اُصول کی بنا پر کسی کافر کو بھی اُس کے عقیدہ کفر چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: "لا اکراہ فی الدین" دین میں زبردستی (کافی نفسہ کوئی موقع) نہیں۔ (کیونکہ یقیناً گمراہی ہدیت سے ممتاز ہوچکی ہے۔) [ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ]

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ و ایمان کا تعلق تو قلب (دل) سے ہے، اگر کوئی شخص موت کے ڈر سے اپنے عقیدے کے خلاف زبان سے کوئی بات کہہ بھی دے تو اس کے دل میں تو وہی اپنا عقیدہ قائم ہے۔ اس لیے اس کو مجبور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عند التحقیق کسی مسلمہ عقیدے کا دوسرے کے سامنے اظہار بھی نہ کیا جائے۔ بلکہ تحفظ اُصول دین کے لیے "احقاقِ حق" اور "ابطالِ باطل" ضروری ہے۔ البتہ اس میں بے جا تشدد نہ کیا جائے جس سے امنِ عامہ قائم نہ رہ سکے۔

[مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور حضرت جہلمی رحمہ اللہ: ۴۳]

زیر اہتمام

ترتیب

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی حق گوئی

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جناب والد صاحب (رئیس المناظرین حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ) نے ایک دفعہ خود بیان کیا تھا کہ: بٹالہ ضلع گورداسپور میں انجمن شباب المسلمین کا جلسہ تھا، جس میں میری تقریر بھی تھی اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کی بھی۔ منتظمین جلسہ نے میری تقریر کا اعلان کیا تو میں نے کہا کہ: میری تقریر کے بعد متصل مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریر نہ رکھیں، ممکن ہے کہ وہ میری تقریر سے اختلاف کریں، لیکن منتظمین نے میری تقریر کے بعد ہی بخاری صاحب کی تقریر رکھ دی۔

میں نے تقریر شروع کی تو بخاری صاحب اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی دونوں میری تقریر میں آکر بیٹھ گئے۔ میں نے شیعیت کی تردید کی اور ان کی کتابوں سے ان کے عقائد باطلہ بیان کیے۔

میری تقریر کے بعد بخاری صاحب اسٹیج پر آئے تو یہ کہا کہ: میں نے مولوی کرم الدین صاحب کی تقریر سنی ہے، جب وہ شیعوں کے عقائد بیان کرتے تھے تو میں یہ سمجھتا تھا کہ میرے سینے پر کوئی ہتھوڑے مار رہا ہے کہ: ''تُو ان شیعوں کو ساتھ ملاتا ہے جن کے ایسے ایسے عقائد ہیں؟''

یہ تھی امیر شریعتؒ کی حق گوئی اور حق پسندی

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

[کشف خارجیت:۱۰۶]

پیامِ صفدر — مدیر کے قلم سے

عریضہ بخدمت مخدوم مکرم مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از: حمزہ احسانی، مجلّہ صفدر، لاہور — ۲۸/شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ......۲۳/جولائی ۲۰۱۷ء، بروز اتوار

بخدمت مخدوم مکرم حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — مزاج شریف؟ — طالب خیر بخیر ہے۔ بعدہ!

آنجناب کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرت دادا جان رحمہ اللہ کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد تو خصوصاً بندہ کا شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ سے بہت گہرا تعلق تھا اور بہت سے دینی اُمور میں اُن سے راہ نمائی لیتا رہتا تھا۔ چنانچہ ''امام اہل سنت نمبر'' میں شامل بندہ کے مضامین اُن کی نظر ثانی واصلاح کے بعد ہی شائع ہوئے تھے۔ اور اُس خاص نمبر کی طباعت کے بعد بھی اُن کی طرف سے حوصلہ افزائی اور شاباش ملی تھی۔ اس کے علاوہ بھی فون پر اکثر اُن سے رابطہ رہتا تھا اور راہ نمائی ملتی رہتی تھی۔ مختلف مسلکی اور علمی اُمور پر اُن سے بذریعہ خط بھی راہ نمائی لیتا رہا۔ ایک آدھ خط آپ ''بینات'' کے ''شہید ناموس رسالت نمبر'' میں شائع بھی فرما چکے ہیں۔

اور یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ: حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد آنجناب سے عقیدت کا تعلق ہے۔ اور اُن کے جانشین کی حیثیت سے آپ سے راہ نمائی اور مشاورت کا سلسلہ جاری ہوا۔ چنانچہ دینی اور مسلکی اُمور کے علاوہ بعض ذاتی معاملات کی تفصیلات سے بھی آپ کو آگاہ کر کے مشورہ لیا گیا۔ اور مجلّہ ''صفدر'' کا باقاعدہ آغاز بھی دیگر اکابر علماء کے ساتھ آپ کی راہ نمائی میں ہوا۔ اور ایک عرصہ تک ''صفدر'' آنجناب کی نظر ثانی کے بعد ہی طبع ہوتا رہا۔

اِس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کا آنجناب سے نیازمندانہ تعلق ہے۔ اِسی تعلق کی وجہ سے یہ عریضہ جو بظاہر شاید شکوہ نامہ محسوس ہو، پیش خدمت کرنے کا حوصلہ ہوا۔ لہٰذا اِس عریضہ کو اِسی تناظر میں دیکھا جائے۔ اور قابل اصلاح اُمور کی اصلاح کی طرف بھی ضرور راہ نمائی فرمائی جائے۔ کوئی جملہ یا مفہوم خلاف طبع ہو تو بھی ''غیر مخلصانہ'' اور ''باغیانہ ومخالفانہ'' نہ سمجھا جائے۔

اِس عریضہ میں شامل معروضات میں سے ایک دو تو بندہ نے رمضان المبارک کے آغاز میں

بذریعہ فون بھی پیش خدمت کی تھیں اور عرض کیا تھا کہ فرصت ملنے پر ان شاء اللہ تحریری طور پر بھی ارسال کردوں گا۔اب عید کی تعطیلات میں وقت ہاتھ آیا تو بنام خدا یہ عریضہ لکھنا شروع کیا۔اور جب لکھنا شروع کر ہی دیا ہے تو ارادہ ہے کہ دردِ دل پوری طرح کھول کر سامنے رکھ دوں، اور تمام وہ اُمور بیان کردوں جن میں آنجناب سے راہ نمائی اور تعاون حاصل ہوسکتا ہے۔**و الله المؤفق.**

(۱)......حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ اور روافض کا عقیدہ امامت:

آنجناب نے ماہنامہ ''لولاک'' کے ''حکیم العصر نمبر'' میں تحریر فرمایا تھا کہ:

''حضرت استاد جی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ: میں کمالیہ شہر میں سپاہِ صحابہ کے مرکزی عہدیداران کی میٹنگ کے دوران اس شہر میں گیا، جب ان کو شہر میں میری آمد کی اطلاع ہوئی تو اُنہوں نے اس میٹنگ میں مجھے بھی شریک ہونے کی دعوت دی، جب میں وہاں گیا تو انہوں نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ: حضرت! قادیانیوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک نبی کے آنے کا عقیدہ رکھا تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کافر قرار دیئے گئے، لیکن جو حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ معصوم ائمہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ کا نبی گناہوں سے معصوم ہوتا ہے، اسی طرح ان کے بارہ امام بھی معصوم ہیں، حتی کہ ان کا درجہ امام الانبیاء ﷺ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔تو حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد جو ایک نبی کو مانے، وہ تو کافر، اور جو بارہ اماموں کو نبی سے افضلیت کا درجہ دیں تو وہ کافر کیوں نہیں؟

حضرت استاد جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: میں نے ان سے کہا کہ: مجھے یہ بتلاؤ کہ کسی شیعہ نے اپنی کتاب میں صراحۃً یہ لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں، آپ کے علاوہ کوئی خاتم النبیین ہے؟ انہوں نے کہا کہ: نہیں! آپؒ نے فرمایا کہ: جب وہ ختم نبوت کے قائل ہیں تو مرزائیوں اور قادیانیوں کے زمرہ میں کیسے آ گئے؟

پھر آپ نے شرکائے مجلس سے فرمایا کہ: دیکھو! کفر ہمیشہ التزام سے ثابت ہوتا ہے، الزام سے نہیں۔...... شیعہ کا ائمہ معصومین کا عقیدہ کہ وہ ائمہ کو نبی سے افضل مانتے ہیں اور اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے، شیعوں نے اس کا التزام نہیں کیا، اس لیے قطع نظر دوسرے عقائد کے اس عقیدہ سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا۔...... ہر ایک دوسرے پر الزام لگاتا ہے، لیکن جن عقائد کا جن پر الزام لگتا ہے، وہ لوگ ان عقائد کا التزام نہیں کرتے۔ ہاں! قادیانیوں کے جو عقائد ہیں اور جن کی بنا پر وہ کافر اور غیر مسلم قرار دیئے گئے، وہ لوگ ان تمام عقائد کا التزام بھی کرتے ہیں اور ان کو اپنے عقائد بھی بتلاتے ہیں، اس لیے قادیانیوں کا معاملہ بالکل الگ تھلگ ہے۔ حضرت استاد جی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایسی گہری بات ہے کہ اس کے ذریعے کئی ایک مسلکی جھگڑوں کا تصفیہ اور حل نکل آتا ہے۔'' [حکیم العصر نمبر: ۲۲۰]

جب بندہ نے آپ کی یہ تحریر پڑھی تو بہت حیرت ہوئی، کیونکہ

ا......اکابر اہلِ سنت نے تو روافض کے عقیدہ امامت کی وجہ سے اُن کی تکفیر کی ہے، اور وجہ یہی بیان کی کہ: یہ نظریہ ختم نبوت کے منافی ہے [۱]۔ اور ایک دو نہیں بلکہ ماضی قریب میں ردِ رفض کے میدان میں تحریری خدمات انجام دینے والے تقریباً تمام ہی اکابر نے یہ بات لکھی ہے [۲]۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ اِس بارے میں اکابر سے الگ رائے رکھتے ہوں۔ کیونکہ وہ تو نہ صرف عقائد و مسائل بلکہ ان کی تشریحات تک میں بھی اکابر دیوبند کے پورے مقلد اور متبع تھے، اور اُنہوں نے ساری زندگی اپنے تلامذہ و متعلقین کو بھی اِسی کا درس دیا۔ ''حکیم العصر نمبر'' کے سیکڑوں صفحات اِس کے گواہ ہیں۔ لہٰذا یہ بات اُن کے مزاج سے بہت بعید معلوم ہوئی۔

---

[۱] چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب ''اُصول کافی'' میں اِمام کی درجِ ذیل صفات لکھی ہیں:

(۱) امام بھی نبی کی طرح مرسل من اللہ ہوتا ہے۔......(۲) امام بھی پیغمبر کی طرح حجۃ اللہ ہے۔......(۳) امام پر ایمان اور تمام دینی اُمور اس کی طرف لوٹانا ضروری ہے۔......(۴) پیغمبر کی طرح امام کی اطاعت بھی فرض ہے۔......(۵) ائمہ ہی اللہ کی شریعت کے والی اور اس کے علم کا خزانہ ہیں۔......(۶) ائمہ اللہ کا نور ہیں۔......(۷) ائمہ نبوت کا درخت اور مہبطِ ملائکہ ہیں۔......(۸) ائمہ اللہ کی زبان اور دروازہ ہیں۔......(۹) ائمہ عالم الغیب ہیں۔......(۱۰) ائمہ موت وحیات میں مختار اور اپنی موت کا وقت جانتے ہیں۔......(۱۱) ائمہ پیغمبروں کے ساتھ علم میں مساوی ہیں۔......(۱۲) ائمہ مستقل آسمانی کتابوں والے ہیں۔......(۱۳) ائمہ حلال وحرام میں مختار ہیں۔......(۱۴) ائمہ درجہ میں حضور ﷺ کے مساوی ہیں یا افضل ہیں۔......(۱۵) حق صرف ائمہ کے پاس ہے۔......(۱۶) ائمہ کا منکر و مخالف بھی کافر و مرتد ہے۔......(۱۷) ائمہ سب انبیاء سے افضل ہیں۔

[بحوالہ: شیعہ اور عقیدہ ختم نبوت، مرتب: مولانا ابوعثمان، ناشر: مرحبا اکیڈمی، کراچی، ط: ۲۰۱۲ء]۔۱۲

[۲] چنانچہ پانچویں صدی کے حنفی عالم امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید رحمہ اللہ، امام قرطبی رحمہ اللہ، شیخ محمد البرزنجی شافعی رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ، حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ، امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ، مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ، مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ، مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ، مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ، علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ، مولانا مہر محمد رحمہ اللہ اور علامہ خالد محمود، مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم کی اس بارے میں تصریحات ''صفدر'' کے اِسی شمارے میں (''عقیدہ امامت، اکابر اہل سنت کی نظر میں'' کے عنوان سے) شامل ہیں۔۱۲

۲......اور پھر اگر خدانخواستہ حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی یہ رائے ہوتی بھی تو اُن کا ''تفرد'' کہلاتا۔ آنجناب جیسی ہستی جو اکابر کے جانشین ہیں۔ نے ایک تفرد کو نہ صرف بلا تنقید نقل فرما دیا بلکہ اسے قابل عمل اور لائق تقلید بھی قرار دیدیا۔ اَب میرے جیسا کم عمر اور کم علم بلکہ بے علم اِس پر کیا کہے؟

۳......تیسری بات یہ ہے کہ آنجناب کے پیشوا اور اہل سنت دیوبند کے عظیم مقتدا شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے تو اِس بارے میں بالکل صاف صاف لکھا ہے کہ: روافض کا یہ نظریہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

''شیعوں کا یہ ''نظریۂ امامت'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے، یہی وجہ ہے کہ دورِ قدیم سے لے کر مرزا غلام قادیانی تک جن جن لوگوں نے نبوت و رِسالت کے جُھوٹے دعوے کیے، انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے ''نظریۂ امامت'' سے مُستعار لیا۔

....میں شیعہ کے ''نظریۂ امامت'' پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اُتنا ہی اِضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور اُمّت میں جُھوٹے مدّعیانِ نبوت کے دعوٰئ نبوت کا چور دروازہ کھولنے کے لیے گھڑا۔'' [اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم: ۲۸، ط: ۱۹۹۵ء]

آپ اِس وقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ اور اُن کی رائے مذکورہ بالا ہے۔ اور یہ کوئی اُن کا تفرد بھی نہیں تھا جو چھوڑ دیا جاتا۔ اِس کے باوجود آپ نے اِس کے برعکس رائے کو اپنی تائید و تحسین کے ساتھ نقل فرمایا۔ بندہ ناچیز اَب اِس پر کیا تبصرہ کرے؟

بندہ حیران تھا اور اِس تلاش میں تھا کہ کسی اور ذریعہ سے حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کا اِس بارے میں موقف معلوم ہو جائے۔ کیونکہ بحیثیت انسان ہونے کے بھول چوک ممکن ہے۔ اور بندہ کا یہی گمان ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بندہ نے اپنی اِس حیرت کا اظہار اپنے اکابر میں سے کسی کے سامنے کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: خطبات حکیم العصر کی پانچویں جلد میں اِس بارے میں حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کا واضح اور دوٹوک موقف موجود ہے۔ جو ''حکیم العصر نمبر'' میں منقول موقف کے بالکل برعکس، الٹ اور متضاد ہے۔ بندہ نے جب ''خطبات حکیم العصر'' کا مطلوبہ مقام دیکھا تو واقعی ایسا ہی تھا۔ آپ بھی ملاحظہ کیجیے! حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ ''اُصول تکفیر'' کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''پچھلے دنوں میں خمینی کے انقلاب کے بعد جب یہ شیعوں کا کفر زیر بحث آیا......پوری دنیا میں، صرف پاکستان میں نہیں! پوری دنیا میں......اور اس بارے میں کتابیں چھپیں، رسالے چھپے تو دیوبند میں بھی دیوبند کی شوریٰ کے اندر یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ اس بارے میں فتویٰ جاری کیا جائے اور اس کی بنیاد کس

بات پر رکھی جائے۔ دیوبند سے جو فتویٰ آیا ہے، ''دار العلوم دیوبند'' رسالہ میں شائع ہوا، اس کا مدار اِس بات پر رکھا گیا کہ: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے روحانی طور پر روحانی فیض حاصل کرتے ہوئے خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جب زیارت ہوئی تو میں نے سوال کیا کہ: یارسول اللہ! آپ شیعہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ان کے دین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان کا دین باطل ہے۔ اور ان کے دین کا بطلان لفظ ''امام'' سے واضح ہے۔'' یہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خواب میں اتنی بات ہوئی۔ تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے بیدار ہونے کے بعد اس میں غور کیا کہ یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان کے دین کا بطلان لفظ ''امام'' میں ہے۔'' اِس کا کیا مطلب؟ جب میں نے امام کے متعلق ان کے عقیدے کی تفصیل پڑھی کہ وہ امام کو معصوم مانتے ہیں، مفترض الطاعۃ مانتے ہیں کہ اس کی اطاعت فرض ہے، اس کو تحلیل وتحریم کا اختیار دیتے ہیں کہ جس چیز کو چاہے وہ حلال کردے، جس چیز کو چاہے وہ حرام کردے۔ اور اس کو موحیٰ الیہ مانتے ہیں کہ اس کی طرف وحی بھی آتی ہے۔

تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں سمجھا کہ یہ تو ساری صفات نبی کی ہیں جو انہوں نے مان لیں۔ اگرچہ انہوں نے نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا، لیکن امام کو فائز کرلیا نبوت پر۔ اس لیے ان کے کفر کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ جو فرمایا تو گویا اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اور ایسی شخصیات کو نبوت کے منصب پر چڑھا دیا گیا، اگرچہ نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، لیکن لوازمات سارے کے سارے وہی آگئے تو میں سمجھا کہ یہی بناء ہے ان کے کفر کی۔ دیوبند سے جو (ماہنامہ) ''دار العلوم'' کے اندر فتویٰ شائع ہوا، اُنہوں نے بناء اِسی پر رکھی کہ ان کا یہی عقیدہ ان کے کفر کے سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ مسلمان جو اہل السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں، اُن سے یہ علیحدہ ہیں، یہ (اہل السنۃ والجماعۃ) مسلم ہیں وہ (شیعہ) مسلم نہیں۔

...اور پھر قابل غور بات یہ ہے کہ باتیں تو بہت ساری تھیں جو کفریات پہ دلالت کرتی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق افک کا قول.....اسی طرح تحریف قرآن کا قول، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی طرف بعض ایسی باتیں منسوب کرنا جو اللہ کے اوپر عیب لگانا ہے، بداوغیرہ کی نسبت جو کرتے ہیں یہ، ساری باتیں تھیں، لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ اِس (امام والی) بات کی طرف اشارہ کیوں کیا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو کہتے ہیں: اِس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ جو بھی آپ ان کی طرف منسوب کریں وہ کہہ سکتے ہیں کہ تم ہمیں الزام دیتے ہو! (اگر ہم) اُن کو بات واضح کرکے (اُن کی کتب سے) دکھائیں (تو) کہیں گے (کہ) یہ بات اُن کی ہوگی جنہوں نے لکھی ہے، ہم اس بات کو نہیں مانتے، ہمارا عقیدہ نہیں ہے، (یعنی تقیہ کریں گے اور کہیں گے کہ) ہم قرآن کو مانتے ہیں، غیر محرف مانتے ہیں، اور

ہم افکِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قائل نہیں ہیں، ہم صحابہ کی تکفیر کے قائل نہیں۔ اِن سب باتوں کا وہ انکار کرسکتے ہیں، لیکن ائمہ کے معصوم ہونے کا وہ انکار نہیں کرسکتے۔ اور ائمہ کے متعلق جو ان کا عقیدہ ہے اس کا وہ انکار نہیں کرسکتے۔ تو (اِس لیے اُن کے کفرکی) بناء ایسی چیز پر رکھی گئی جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔'' [خطبات حکیم العصر: ۵/۱۶۴۔۱۶۶]

حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کی اِس بے غبار تقریر سے بخوبی واضح ہے کہ اکابر اہل سنت کے ہاں روافض کا نظریہ امامت ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور اکابر دیوبند نے اِسی عقیدے کو بنیاد بنا کر اُن کے خلاف فتویٰ کفر دیا۔ اور آنجناب نے جو موقف حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا، اُس کی تردید بھی اِس سے ہوگئی۔ اِس لیے گذارش ہے کہ چونکہ یہ بات ''لولاک'' کے صفحات میں شائع ہوئی، اِس لیے ''لولاک'' میں ہی اس کی وضاحت بھی فرمادیں۔ اور اگر ماہنامہ ''لولاک'' میں ممکن نہ ہو تو ماہنامہ ''بینات'' میں ضرور اِس کی وضاحت فرمادیں۔ تاکہ اُس تحریر سے پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔ اور ریکارڈ بھی درست ہوجائے۔ جزاك الله خيرالجزاء.

(۲)......ماہنامہ ''لولاک'' کے ''حکیم العصر نمبر'' میں جانبدارانہ رویہ:

ماہنامہ ''لولاک'' کے ''حکیم العصر نمبر'' کا تذکرہ آیا تو اپنا ایک اور شکوہ بھی عرض کرتا چلوں۔ بندہ کی معلومات کے مطابق ''لولاک'' کے ''حکیم العصر نمبر'' میں جمع وترتیب کی محنت تو آنجناب اور دیگر احباب نے فرمائی ہے۔ لیکن مضامین اور خصوصاً بندہ کے مضمون سے کانٹ چھانٹ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم نے خود فرمائی۔ اور اکثر حصہ پر نظر ثانی بھی اُنہی کی ہے۔ بندہ کا منصفانہ خیال ہے کہ اِس خاص نمبر میں مولانا مدظلہم نے جانبداری سے کام لیا ہے، جو کسی بھی طرح اُن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ:

۱...... ماہنامہ ''لولاک'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا 'ترجمان' ہے۔ اور حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ عالمی مجلس کے 'امیر مرکزیہ' تھے۔ اِس اعتبار سے اس خاص نمبر کی پالیسی اگر یہ رکھی جاتی کہ کسی بھی داخلی ومسلکی تنازعہ کو نہ چھیڑا جاتا تو اس پالیسی میں کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ چنانچہ بابا صندل، منکرین حیات انبیاء، یزیدی طبقہ اور مروجہ مجالس ذکر کے قائلین کے خلاف خاصا مواد اِس خاص نمبر میں موجود ہے۔ حتی کہ حضرت امام اہل سنتؒ کے فرزند نسبتی جانشین حضرت جہلمیؒ حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ کے بارے میں چند تنقیدی الفاظ کو بھی شائع کردیا گیا ہے۔

۲......جبکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ اکابر اہل سنت دیوبند کے پورے مقلد،

پکے متبع بلکہ اُن کے اَفکار کے بلا خوف لومۃ لائم ترجمان تھے۔ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ پر ہر اعتبار سے بھرپور اعتماد کرتے تھے۔ اور اکابر کے مسلک اور طریقے سے ہٹے ہوئے ہر شخص سے بیزار تھے۔ اور نجی مجالس کے علاوہ اپنے اسباق اور عوامی اجتماعات میں بھی ایسے افراد اور گروہوں کی کج روی کو بیان فرماتے رہتے تھے۔ اِس اعتبار سے دیکھا جائے تو ''حکیم العصر نمبر'' کو حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کے مزاج کے مطابق اور اُن کی جملہ تعلیمات کا مظہر ہونا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس! کہ ایسا بھی نہیں ہے۔

بلکہ کسی تیسرے ''گمنام'' پہلو کو مدنظر رکھ کر اِسے ترتیب دیا گیا ہے۔ اب وہ پہلو کیا ہے؟ یہ تو حضرت شاہین ختم نبوت مدظلہم ہی بتا سکتے ہیں۔ آنجناب چونکہ اس نمبر کے مرتب ہیں، اِس لیے بندہ کا آپ کی خدمت میں عاجزانہ شکوہ یہ ہے کہ جب ''حکیم العصر نمبر'' میں ''عالمی مجلس'' کی پالیسی کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو پھر لازماً حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کے مزاج و مذاق کا لحاظ رکھنا چاہیے تھا۔ اور جن گروہوں یا شخصیات پر وہ تنقید فرماتے تھے، یا جن عقائد واَفکار اور انداز واَطوار سے وہ اختلاف فرماتے تھے اُنھیں بھی پوری وضاحت اور صراحت سے شامل ہونا چاہیے تھا تاکہ حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کے تمام پہلو واضح ہو جاتے۔ اور آنے والی نسلیں اُن سے راہ نمائی حاصل کرتیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ بلکہ الٹا مولانا اللہ وسایا مدظلہم ایسی باتیں لکھنے والوں کو' کوستے اور لتاڑتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''بعض دوستوں نے بہت ساری غیر متعلقہ باتیں بھی ''نرخِ بازار تیز کرنے کے لیے'' جمع کر دیں۔ بعض دوستوں نے اپنی ترجیحات کے اظہار کے لیے بھی اس پلیٹ فارم کو غنیمت سمجھا، جو نہیں فرمانا چاہیے تھا، فرما دیا گیا۔ بعض دوستوں نے بہت سارے پرانے قضایا جو دفن ہو چکے، قصۂ پارینہ بن گئے، خواب ہو چکے، ان خفتہ فتنوں کو بیدار کرنے کے لیے اپنے مضامین میں ان کا اعادہ کر دیا۔ بعض دوست فرقہ وارانہ یا متنازعہ مسائل کو زیرِ بحث لانے کی اپنی افتادِ طبع کے طور پر کوشش سے باز نہ آئے۔'' [حکیم العصر نمبر: ۱۵]

کیا ہم مولانا موصوف سے بصد احترام پوچھ سکتے ہیں کہ: وہ ''غیر متعلقہ'' باتیں جو حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ بھی ''نرخِ بازار تیز کرنے کے لیے'' کیا کرتے تھے، وہ ''حکیم العصر نمبر'' کے لیے کس اُصول پر ''غیر متعلقہ'' قرار پائیں؟...... حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی جو ''اپنی ترجیحات'' حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کی ''ذاتی ترجیحات'' کے خلاف تھیں، کس قاعدہ کے تحت اُنھیں جگہ دینے سے انکار کیا گیا؟...... جن قضایا کا تذکرہ حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی مجالس میں اِس لیے جاری تھا کہ اُن قضایا کے ذمہ دار حضرات، اکابر اہل سنت سے الگ تھلگ اپنی روش پر تا حال قائم و دائم ہیں، کیا وہ قضایا صرف اِس لیے ''خفتہ فتنے'' قرار پائے

کہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کے کاغذات میں وہ ''قصہ پارینہ اور خواب'' کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں؟......جن فرقہ وارانہ اور متنازعہ مسائل سے حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی مجالس اور خطبات بھرے پڑے ہیں، اُنہیں نقل کرنے والا کس ضابطے کی رو سے اپنی ذاتی ''افتادِ طبع'' کا ترجمان قرار پایا؟

کون نہیں جانتا کہ علوی مالکی، جناب صوفی اقبال صاحب مرحوم اور مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم کے بارے میں حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی رائے کیا تھی؟...... کسے معلوم نہیں ہے کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب اور اُن کے فرزند دلبند عمار خان ناصر غامدی کے بارے میں اُن کا موقف کیا تھا؟......حضرت کی تحریرات، علماء کی مجالس میں کی گئی اُن کی مختلف گفتگوئیں، دوران سبق ارشاد فرمائی گئی اُن کی تقریریں، عوامی اجتماعات میں کیے گئے اُن کے خطابات و مواعظ سب گواہ ہیں کہ وہ اِن لوگوں کے حق میں نہیں تھے۔ بلکہ اِن کی کج روی کو جابجا بیان فرماتے تھے اور اِس پر بہت کُڑھتے تھے۔لیکن مولانا اللہ وسایا مدظلہم نے مذکورہ بالا شخصیات و فتنوں سے متعلق تمام مواد خارج کر دیا۔ جبکہ صندل بابا، یزیدی گروہ اور مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ کے خلاف جو تحریرات تھیں، اُنہیں شامل رکھا۔ میرا بصد احترام مولانا مدظلہم سے یہ سوال ہے کہ آخر اُنہوں نے کس معیار پر یہ طرزِ عمل اختیار کیا؟ (بلکہ آنجناب کی معلومات کے لیے عرض کر دوں کہ حضرت شاہین ختم نبوت مدظلہم حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ میں بھی اِس مقصد کے لیے سر توڑ کوشش فرماتے رہے کسی طرح حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ مذکورہ بالا شخصیات کے بارے میں کم از کم خاموشی اور ''زبان بندی'' اختیار فرمائیں۔ اگرچہ مولانا موصوف مدظلہم اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔لیکن اپنی طرف سے کوشش بہر حال پوری کرتے رہے۔) اور آنجناب چونکہ ''حکیم العصر نمبر'' کے مرتب ہیں۔ اِس لیے آپ کی خدمت میں بھی عاجزانہ گذارش ہے کہ اِس بابت ہماری راہ نمائی فرمائیں۔

(۳)......شیعہ مناظر اسماعیل گوجروی صاحب کے نام کے ساتھ دعائے رحمت کا نشان:

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کا تذکرہ آ گیا تو اُن کے متعلق ایک دو اور شکوے بھی عرض کرتا چلوں۔ مولانا مدظلہم ''احتساب قادیانیت'' کے مرتب ہیں۔ ''احتساب قادیانیت'' کی جلد نمبر ۳۸ر میں مشہور شیعہ مناظر جناب اسماعیل گوجروی کا ایک مناظرہ بھی شامل ہے۔ شکوہ یہ ہے کہ اس جلد میں تقریباً چھ (۶) مقامات پر اُن کے نام کے ساتھ دعائے رحمت کا نشان ''رح'' موجود ہے۔ اور یہ کوئی ایک آدھ مقام پر نہیں کہ اِسے ''کمپوزنگ کی غلطی'' کہہ کر ٹال دیا جائے۔ بلکہ یہ نشان ٹائٹل پر موجود ہے۔ ٹائٹل کے پُشتے پر موجود ہے۔ اندرونی ٹائٹل پر بھی موجود ہے۔ فہرست میں بھی موجود ہے۔ اور جس صفحہ پر اُن رافضی صاحب کا مناظرہ ہے وہاں بھی موجود ہے۔ جبکہ اِسی ''احتساب قادیانیت'' کی جلد نمبر ۳۲ر میں جناب غلام احمد

پرویز کی تحریر بھی شامل ہے، اُن کے نام کے ساتھ کہیں بھی یہ نشان موجود نہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو اہتمام اور احتیاط غلام احمد پرویز صاحب کے نام کے ساتھ دعائے رحمت نہ لگانے کے بارے میں کی گئی، کیا وہ یہاں نہیں ہوسکتی تھی؟

اسماعیل گوجروی صاحب کوئی عام شیعہ نہیں تھے، بلکہ اثنا عشری شیعہ اور شیعوں کے مناظر تھے۔ اور آپ حضرات اکابر سے ہی ہم نے سنا پڑھا ہے کہ اثنا عشری کے کفر میں کسی کو کلام نہیں۔ اِس کے باوجود اُن کے نام کے ساتھ دعائے رحمت کیوں لکھی گئی؟ اِس کا جواب تو مولانا ہی دیں گے۔ آپ سے اتنی گذارش ہے کہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے ''احتساب قادیانیت'' کی جلد نمبر ۳۸ رکے دستیاب نسخوں سے یہ نشان مٹوا دیں۔ اور چونکہ آپ عالمی مجلس کے کراچی کے امیر اور غالباً مرکزی شوریٰ کے رکن بھی ہیں، اِس لیے شوریٰ کے اجلاس میں بھی اور اس کے علاوہ بھی اِس پر مؤثر آواز اٹھائیں۔ جزاك الله أحسن الجزاء

(۴)......سپاہِ صحابہ کے قائدین اور اہل تشیع کی قیادت کا تقابل:

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کی ایک اور ''کرم نوازی'' یاد آگئی۔ چند سال قبل جب ۱۰ رمحرم کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے قریب چند شر پسند نوجوانوں نے اہل تشیع کے چند افراد قتل کر کے دفتر میں پناہ لینے کی کوشش کی تھی، جس کی پاداش میں روافض نے پورے دفتر کا گھیراؤ کیا اور بعد میں پولیس نے دفتر کے عملے سمیت سب کو گرفتار کرلیا تھا۔ اور عوام کے اِن 'رکھوالوں' نے دفتر کا کافی مال بھی لُوٹ لیا تھا۔ اُس افسوسناک واقعہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے مولانا اللہ وسایا مدظلہم نے ایک مقام پر شیعہ اور سنی حضرات کے رویے کا باقاعدہ تقابل فرما کر شیعہ حضرات کے طرزِ عمل کی تعریف وتحسین اور سپاہ صحابہ کے حضرات کے رویے پر سخت تنقید کی تھی۔ میری رائے میں مولانا موصوف کا یہ رویہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔

سپاہِ صحابہ کے نوجوانوں کی جذباتیت، شدت پسندی والی پالیسی سے نہ ہمارے اکابر نے اتفاق کیا نہ ہم کرتے ہیں، بلکہ اس سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن اِس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم، نامناسب طریقہ کار پر گامزن اپنے چند مسلمان بھائیوں کی کسی بات پر غیظ وغضب سے ازخود رفتہ ہوکر کفار وزنادقہ و ملحدین اور دشمنانِ صحابہ کی تعریف میں رطب اللسان ہوجائیں، یا اپنوں کی جارحانہ پالیسی کو تو غلط کہیں لیکن ان کے مقابلے میں اہل تشیع کے طریقہ کار کو 'درست' سمجھنے لگ جائیں۔ کون سا ظلم ہے جو روافض نے اہل سنت پر نہیں کیا؟ اور کون سا ستم ہے جو اُنہوں نے ہمارے لوگوں پر نہیں ڈھایا؟ مگر فرق یہ ہے کہ وہ منافقانہ رویہ رکھتے ہیں، اپنے عقائد کی طرح اعمال واطوار پر بھی تقیہ کی چادر ڈالتے ہیں، عقیدہ امامت کے باعث ختم نبوت کے منکر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کا محافظ باور کراتے ہیں۔ اُن کے دِکھانے کے

دانت اور ہیں اور کھانے کے اور۔ بظاہر وہ دنیا کو 'رواداری' اور 'برداشت' کا رویہ دکھاتے ہیں، اور اندرون خانہ سنجیدہ اہل علم کے بھی قتل کی سازشیں کرتے ہیں۔ جس گروہ کو صحابہ کرام جیسی پاکیزہ ہستیاں 'برداشت' نہیں ہوسکتیں، اُسے ہم یا ہمارے اکابر کیسے برداشت ہوسکتے ہیں؟ لیکن فرق یہ ہے کہ اُن کی بدباطنی پر تقیہ اور منافقت کی چادر ہے، جبکہ ہمارے سنی نوجوان منافقانہ رویے سے بیزار ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم اگر صرف سپاہِ صحابہ کی قیادت یا کارکنوں سے شکوہ کرتے، اُنہیں سخت سست کہتے، یا اپنے مخصوص لہجے میں اُن کو کوس لیتے تو بھی قابل برداشت بات تھی۔ ہمارے نانا جی قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ بھی روزِ اول سے سپاہِ صحابہ کی پالیسی اور طریقہ کار کے مخالف رہے اور برملا اُن پر شدید تنقید کرتے رہے، اور ہم الحمدللہ اُن کے موقف پر قائم و دائم ہیں۔ لیکن حضرت شاہین ختم نبوت صاحب نے جو اہل سنت علماء اور اہل تشیع کی قیادت کی باہمی اخلاقیات کا تقابل کیا ہے، وہ کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے۔ اگر کسی کی تعریف و تنقید کا یہی پیمانہ ہے تو معاف کیجئے! کہیں مولانا موصوف مدظلہم کو عبداللہ بن ابی منافق کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر نعوذ باللہ ترجیح ہی نہ دینی پڑ جائے۔۔!!

میں ایک مثال سے اپنی بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی موقع پر سپاہِ صحابہ کے کسی نوجوان سے عالمی مجلس کا کوئی ذمہ دار ترش روئی سے پیش آئے اور موقع پا کر اس نوجوان سے کوئی قادیانی ملعون اپنائیت و ہمدردی کے دو منافقانہ بول کہہ دے تو کیا اس نوجوان کی ایمانی غیرت اسے اجازت دے گی کہ وہ اُس مبلغ ختم نبوت کا تقابل اُس قادیانی کے رویے سے کرنے لگ جائے؟؟ مولانا مدظلہم کو اِس پہلو پر غور فرمانا چاہیے۔ روافض جو صحابہ کے یقینی دشمن ہیں۔ اُن کو سب وشتم کرتے ہیں، کیا وہ محض اس وجہ سے ''اچھے اخلاق'' والے سمجھے جائیں گے کہ اُنہوں نے ہم سے اظہارِ ہمدردی کے دو منافقانہ لفظ بول دیئے ہیں؟؟ سچی بات ہے کہ مولانا مدظلہم کے اِس طرز عمل پر ہمارا دِل بہت زخمی بلکہ کرچی کرچی ہے۔ وإلی اللہ المشتکی.

(۵)......قضیہ شیخ محمد بن علوی ملکی اور استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم:

آنجناب چونکہ عالمی مجلس کے ذمہ دار ہونے کے ساتھ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے بھی اہم رکن اور ماہنامہ ''بینات'' کے مدیر ہیں۔ اِس لیے بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم سے متعلق ایک گذارش بھی آنجناب کی خدمت میں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ گذشتہ سال رمضان المبارک میں ہمارے مخدوم و مکرم بزرگ حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم نے حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا، ملاحظہ فرمائیں!

باسمہ تعالیٰ......از: عبدالرحیم چاریاری، فیصل آباد

بخدمت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طالب خیر بخیر ہے۔ بعدہ!

مؤدبانہ عرض ہے کہ حال ہی میں تحریراتِ اکابر کا ایک مجموعہ بنام ''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب'' ہماری جانب سے شائع ہوا ہے، جو آپ کی خدمت میں بھی ارسال کیا گیا ہے۔اُس میں فتنہ علوی مالکی کے حوالے سے اکابر اہل سنت کی تحریرات کو جمع کیا گیا ہے۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرو ضلع اٹک کے ایک صاحب مولانا نثار احمد حسینی صاحب نے مختلف علماء کرام کے سامنے جہاں اور باتیں کی ہیں، وہیں یہ بھی کہا ہے کہ:......مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب نے بھی شیخ محمد بن علوی مالکی کی کتاب ''مفاہیم'' پر تقریظ لکھی تھی۔اور اُنہوں نے اپنی تقریظ سے ابھی تک رجوع نہیں کیا......اِس سے مولانا نثار صاحب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب اَبھی بھی شیخ محمد بن علوی مالکی اور اُن کے اَفکار کے حامی ہیں۔اور اِس سلسلے میں وہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ سمیت دیگر اکابر دیوبند سے الگ رائے رکھتے ہیں۔

ہم تو آنجناب کے بارے میں یہ تصور نہیں کرسکتے کہ آپ جیسا مسلک ومشرب کا مضبوط سپاہی اور علماء واکابر کا معتمد اپنے بزرگوں سے الگ رائے رکھتا ہوگا۔لیکن چونکہ مولانا نثار حسینی صاحب نے یہ پروپیگنڈہ شروع کررکھا ہے۔اِس لیے ہم آنجناب سے یہ دریافت کرنے کی جسارت پر مجبور ہیں کہ:

۱......کیا واقعی آنجناب نے ''مفاہیم'' پر تقریظ تحریر فرمائی تھی۔

۲......اگر تحریر فرمائی تھی تو کیا اکابر اہل سنت کی جانب سے اُس میں درج افکار سے اعلانِ براءت کے بعد آپ نے رجوع نہیں فرمایا؟ ......کہیں ایسا تو نہیں کہ آنجناب نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی بینات وغیرہ میں شائع شدہ تحریرات کو کافی سمجھا ہو اور اپنی تقریظ سے رجوع کی ضرورت نہ سمجھی ہو؟ اور دَرحقیقت آپ کا وہی موقف ہو جو اُن کا تھا۔

۳......شیخ محمد بن علوی مالکی جو رضاخانی نظریات کے حامل تھے، جیسا کہ اُن کی کتب سے ظاہر ہے۔ خصوصاً نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختار کل سمجھنا۔کیا اِن نظریات کے باوجود آپ اُن کو اہل سنت میں شامل سمجھتے ہیں؟ اور اُن کے اِن نظریات کی تائید فرماتے ہیں؟

بندہ نہایت ہی ادب سے عرض گذار ہے کہ مولانا نثار حسینی صاحب کے پروپیگنڈے کی وجہ سے اِس استفسار کی نوبت آئی۔ جس کی وجہ سے مسلکی حلقوں میں تشویش وانتشار پھیلنے کا خدشہ ہے۔امید ہے آنجناب جلد اپنے موقف کی وضاحت فرماکر ہم خدام کی تسلی وتشفی کا سامان فرمائیں گے۔ان شاء اللہ آنجناب کا جواب ملک بھر کے مسلکی احباب کے لیے اطمینان وسکون اور پروپیگنڈہ کرنے والوں کے لیے

ناکامی کا باعث ہوگا۔

والسلام......خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ......نزیل: دفتر ماہنامہ حق چاریار، لاہور

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ......۱۷ر جون ۲۰۱۶ء

یہ عریضہ ارسال کیے ایک سال بیت چکا ہے۔لیکن تا حال اس کا جواب نہیں آیا۔آپ سے عاجزانہ گذارش ہے کہ آپ اپنے طور پر حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم سے اِس بارے میں معلوم کریں کہ آیا اُن تک یہ عریضہ پہنچا بھی ہے یا نہیں؟ اگر پہلے نہیں پہنچ سکا تو آپ اَب اُن کو ساری صورتحال سے آگاہ فرمائیں اور اِس کے جواب کی درخواست پیش خدمت کردیں۔تاکہ پروپیگنڈہ مشینری کا منہ بند ہوسکے۔

مولانا چاریاری مدظلہم کے اس عریضے کا جواب حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے اِس لیے بھی ضروری ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم جیسے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں اسی طرح حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے بھی خلیفہ ہیں۔اور یہ دونوں بزرگ شیخ محمد بن علوی مالکی کو مبتدع سمجھتے ہیں۔کیا حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم اپنے اِن دونوں پیشواؤں سے الگ رائے رکھتے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔اور اگر اِس کا جواب ہاں میں ہے تو بھی حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم کے اِس ''تفرد'' کی وضاحت ہونی چاہیے۔

باقی پروپیگنڈہ مشینری کو زیادہ خوش نہیں ہونا چاہیے،اور نہ ہی حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم کا حوالہ دے کر 'شر' پھیلاتے ہوئے اپنی بدعات پر پردہ ڈالنا کی ناکام کوشش کرنی چاہیے۔کیونکہ

۱......حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کا 'علم وتقویٰ' تمام ہم عصر علماء میں مسلم ہے۔اِس لیے اگر خدانخواستہ وہ شیخ محمد بن علوی مالکی کی ''شخصیت'' کے بارے میں اپنے اکابر سے الگ رائے رکھتے بھی ہوئے تو یہ اُن کا ''تفرد'' قرار پائے گا۔جو قابل قبول تو بالکل نہیں ہوگا۔لیکن اِس سے اُن کی ذات پر حرف نہیں آئے گا۔جبکہ پروپیگنڈہ مشینری کی توہیرا پھیریاں،دجل وفریب اور خیانت ومکاریاں اتنی سامنے آچکی ہیں کہ اُنھیں اپنے آپ کو 'عادل' ثابت کرنا بھی دشوار ہے۔

۲......دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کا موقف عرس، میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب کے بارے میں بالکل بھی مشکوک نہیں ہے۔اِسی طرح تداعی کے ساتھ اجتماعی مجالس ذکر بالجہر کا اہتمام بھی حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کے ہاں نہیں ہے۔جبکہ پروپیگنڈہ مشینری کا مذکورہ بالا مسائل میں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔اللہ پاک ہدایت نصیب کرے۔آمین

آپ سے مکرر درخواست ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کو حالات کی سنگینی سے آگاہ

فرماتے ہوئے اِس بابت وضاحت کی درخواست فرمائیں۔ جزاك الله أحسن الجزاء

(٦)......ماہنامہ ''بینات'' میں آنجناب کا ایک اداریہ:

بات سے بات نکلتی چلی جارہی ہے۔ لیکن آج دردِ دِل کہنے بیٹھا ہوں تو کہتا چلا جاؤں۔ برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے فرزندار جمند حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی دامت برکاتہم کی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف آوری کے موقع پر آنجناب نے جو اداریہ ماہنامہ بینات میں تحریر فرمایا تھا، اس میں مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم اور مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی صاحب کا تذکرہ بھی فرمایا تھا۔ اگرچہ آپ کی تحریر سے اُن کی کسی بدعت اور بدعقیدگی کی تائید ہرگز نہیں ہوتی۔ لیکن بعض چالاک قسم کے لوگوں نے اِس اداریے کو اُن کی نظریاتی تائید باور کرانے کی مہم چلا رکھی ہے۔ اور بینات ہی میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کا جو موقف شائع ہوا تھا، آنجناب کی تحریر کو اُس کا تدارک قرار دیا جارہا ہے۔ چنانچہ مولانا نثار حسینی صاحب لکھتے ہیں:

''چنانچہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ نمبر کے مندرجات متعلقہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم کے تدارک میں مدیر ماہنامہ ''بینات'' مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے شعبان ۱۴۳۶ھ میں ماہنامہ ''بینات'' میں ان حضرات کو اہل اللہ، نعمت غیر مترقبہ، خادم دین، مصلح امت اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین، گلشن زکریا کے پھول اور ان کے علوم اور روحانیت کا صحیح وارث قرار دیا۔''

[قضیہ کا خاتمہ: ۱۴، طبع سوم، شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ]

گویا آپ کو حضرت لدھیانوی وجلال پوری شہید رحمہما اللہ کے مقابل کھڑا دِکھایا جارہا ہے۔ اور یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ آپ اُن کے موقف سے اتفاق نہیں کرتے۔ اور ظاہر بات ہے کہ جب آپ کی تحریر میں ان حضرات کا تذکرہ تعریفی انداز میں کیا گیا اور اُن کے کسی عقیدہ یا عمل کے بارے میں کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا گیا تو عام قاری اِس سے اُن کی تائید کا تاثر ہی لے گا۔ اِس لیے بندہ ناچیز کی رائے یہ ہے کہ آپ کو اپنی اس تحریر کے ساتھ حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا موقف ضرور درج کردینا چاہیے تھا کہ ان کے فلاں فلاں نظریات سے ہم اور ہمارے اکابر بری الذمہ ہیں۔ بے شک حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے الفاظ ہی نقل فرمادیتے جو اُنہوں نے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم اور حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی صاحب کے متعلق تحریر فرمائے تھے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کے موقف کو درج نہ کرکے ہم نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور نہ ہی موجودہ نسل تک اُن کی تعلیمات پہنچانے کی ذمہ

داری پوری کی۔ واللہ اعلم

(۷)......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم کی وفات پر آنجناب کا مضمون:

اِسی طرح حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد آپ نے جو مضمون اُن کے حوالے سے ماہنامہ ''بینات'' میں تحریر فرمایا تھا۔ اُس میں بھی اُس خط و کتابت کا کوئی حوالہ نہیں دیا جو حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور مولانا مکی مرحوم کے مابین ہوئی تھی۔ اِس مضمون سے بھی بعض تیز طرار لوگوں نے اُن کے مخصوص اَفکار کی تائید ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگر نہ بھی کرتے تو بھی بندہ کی ناقص سوچ کے مطابق اُس خط و کتابت کا حوالہ دینا اور اِس بات کا تذکرہ کرنا ضروری تھا کہ مولانا مکی مرحوم کے فلاں فلاں موقف اور طرزِ عمل سے ہمارے اکابر خصوصاً حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اختلاف اور اعلان براءت فرمایا تھا۔ جبکہ مولانا مکی مرحوم آخر دم تک اپنے اُس موقف پر قائم رہے۔ اور کسی قسم کا کوئی رجوع نہیں کیا۔

ہمارے اِس طرح کے اقدامات کی وجہ سے تیزی سے یہ تاثر پھیل رہا ہے یا پھیلایا جا رہا ہے کہ 'بینات' اور 'جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' نے حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے موقف کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جو یقیناً ایک خطرناک صورت حال ہے۔ امید ہے اس کے سد باب کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

(۸)......''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ناشرین کی خیانت پر خاموشی:

اِسی طرح آنجناب کے علم میں ہے کہ آپ کے پیشوا اور ہم سب کے مقتدا حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے بعض صاحبزادگان نے مؤیدینِ فتنہ علوی مالکی کے ایما پر اپنے والد مرحوم کی مشہور زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں تحریف کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اور فتنہ علوی مالکی سے متعلق ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل تحریرات کو موجودہ ایڈیشن سے نکال کر بدترین خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ بندہ ناچیز کی رائے میں آنجناب اگر عملاً اِس اقدام کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم ماہنامہ ''بینات'' میں اس پر احتجاج ضرور کرنا چاہیے، تاکہ ریکارڈ بھی درست رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اِس بدترین علمی خیانت کا علم ہو۔ لیکن آپ نے اِس سلسلہ میں بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ اِس کی وجہ بھی بندہ کی سمجھ میں نہیں آئی۔

(۹)......شیخ المشائخ نمبر، غامدی نمبر، تحفظ عقائد، ذکر و اعتکاف وغیرہ پر تبصرہ کی گذارش:

آخر میں ایک گذارش مزید کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری (میری یا ادارہ صفدر کی) طرف سے گذشتہ سات آٹھ سال کے دوران ماہنامہ ''بینات'' میں تبصرے کے لیے متعدد کتب و رسائل ارسال کیے گئے، مثلاً:

۱)......۲۰۰۹ء میں ''امام اہل سنت نمبر'' کے دو نسخے بذریعہ رجسٹری ڈاک تبصرہ کے لیے بھیجے گئے تھے۔ بعد میں ایک نسخہ حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی خدمت میں بندہ نے خود بھی پیش کیا تھا۔

۲)......۲۰۱۰ء میں ''شیخ المشائخ نمبر'' کے دو نسخے تبصرے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ جن میں سے ایک نسخہ بندہ نے بنوری ٹاؤن کے کتب خانہ میں خود دیکھا۔ جس پر ''برائے تبصرہ'' لکھا ہوا تھا۔

۳)......مئی ۲۰۱۵ء میں ''فتنہ غامدی نمبر'' کے دو نسخے بندہ نے آپ کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

۴)......اگست ۲۰۱۵ء میں ''صفدر'' (شمارہ:۵۴) کے دو شمارے برائے تبصرہ بھیجے گئے تھے۔

۵)......مارچ ۲۰۱۶ء میں ''تحفظ عقائد اہل سنت'' نامی کتاب کے دو نسخے برائے تبصرہ بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال کیے گئے تھے۔

۶)......ستمبر ۲۰۱۶ء میں ''ذکر و اعتکاف میں مروجہ بدعات'' نامی کتابچے کے دو نسخے بذریعہ ڈاک برائے تبصرہ ارسال کیے گئے تھے۔

لیکن ان میں سے کسی ایک کتاب، کتابچے یا رسالے پر تبصرہ ''بینات'' کے صفحات میں بندہ کو نظر نہیں آیا۔ نہ کسی اور سے سنا۔ آپ کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ اگر اِن کتب ورسائل پر تبصرہ ہو چکا ہے تو 'بینات' کے وہ شمارے ارسال فرمادیں جس میں تبصرہ شائع ہوا۔ اور اگر ابھی تک تبصرہ شائع نہیں ہوسکا تو دفتر ''بینات'' والوں کو تاکید فرمائیں کہ یہ تمام کتب ورسائل آپ تک پہنچائیں تاکہ آپ ان پر تبصرہ فرما سکیں۔ کیونکہ باری تو آ ہی چکی ہوگی۔ اِس لیے کہ اِن کتب کے بعد طبع ہونے والی کئی کتب پر تبصرہ ''بینات'' میں شائع ہو چکا ہے۔

جو ایک کتابچہ اور ایک رسالہ تبصرہ کے لیے ارسال کیا گیا تھا، وہ دوبارہ ارسال کیے جا رہے ہیں

۱......مجلّہ ''صفدر'' کا شمارہ نمبر ۵۴ (اِس میں جاوید غامدی سے متعلق فتاویٰ جات ہیں۔)

۲......ذکر و اعتکاف میں مروجہ بدعات (یہ حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کا رسالہ ہے۔)

آخر میں بندہ مکرر عرض گذار ہے کہ اِس عریضے کے تمام مندرجات کو اُسی تناظر میں دیکھا جائے جو بندہ نے ابتدا میں ذکر کر دیا ہے۔

نوٹ: بندہ ناچیز کا یہ عریضہ چونکہ بہت سی چیزوں کی وضاحت اور ریکارڈ کی درستگی پر مشتمل ہے۔ اِس لیے مجلّہ ''صفدر'' کے متعلقہ اکابر سے مشاورت کے بعد ارسال کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا بندہ سمیت سب ہی جواب کے منتظر ہیں۔ امید ہے پہلی فرصت میں جواب مرحمت فرمادیں گے۔ جزاك الله احسن الجزاء

والسلام......طالب دعا......حمزہ احسانی

۲۸/شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ......۲۳/جولائی ۲۰۱۷ء......بروز اتوار

افادات: حضرت مولانا علامہ محمد عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ ترتیب: مولانا محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہ

عقیدہ امامت کیا ہے؟

بارہ ائمہ کے اسمائے گرامی، عمر، سن وفات اور مقام تدفین:

(۱)......سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، عمر ۶۳ر سال، شہادت ۴۰ھ، کوفہ میں دفن ہوئے۔

(۲)......سیدنا حضرت حسنؓ، عمر ۴۷ر سال، وفات ۴۹ھ، مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(۳)......سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، عمر ۵۷ر سال، شہادت ۶۱ھ، کربلا میں دفن ہوئے۔

(۴)......سیدنا حضرت علی زین العابدین رحمہ اللہ، عمر ۵۷ر سال، وفات ۹۵ھ، مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(۵)......سیدنا حضرت محمد باقر رحمہ اللہ، عمر ۵۷ر سال، وفات ۱۱۴ھ، مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(۶)......سیدنا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ، عمر ۶۵ر سال، وفات ۱۴۷ھ، مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(۷)......سیدنا حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ، عمر ۵۵ر سال، وفات ۱۸۳ھ، بغداد میں دفن ہوئے۔

(۸)......سیدنا حضرت علی رضا رحمہ اللہ، عمر ۵۵ر سال، وفات ۲۰۳ھ۔

(۹)......سیدنا حضرت محمد تقی رحمہ اللہ، عمر ۴۲ر سال، وفات ۲۶۰ھ، ایران میں دفن ہوئے۔

(۱۰)......سیدنا حضرت علی نقی رحمہ اللہ، عمر ۲۵ر سال، وفات ۲۲۰ھ، بغداد میں دفن ہوئے۔

(۱۱)......سیدنا حضرت حسن عسکری رحمہ اللہ، عمر ۲۸ر سال، وفات ۲۶۰ھ، عراق میں دفن ہوئے۔

(۱۲)......سیدنا حضرت محمد مہدی، بزعم شیعہ چار یا پانچ سال کی عمر میں غار ''سر من رای'' میں غائب ہوگئے۔

روافض کی معتبر کتب اصول اربعہ:

(۱)......اصول کافی ۲ جلد، فروع کافی ۶ جلد۔ مصنف ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی، متوفی ۳۲۹ھ۔

(۲)......من لا یحضرہ الفقیہ۔ مصنف شیخ صدوق محمد بن علی بن الحسین، متوفی ۳۸۱ھ۔

(۳)......تہذیب الاحکام۔ مصنف ابو جعفر محمد بن الحسن، متوفی ۴۶۰ھ۔

(۴)......الاستبصار۔ مصنف ابوجعفر محمد بن الحسن متوفی ۴۶۰ھ۔اسے شیخ طوسی بھی کہتے ہیں۔

ان چار کتب میں چوالیس ہزار تین سو چوالیس (۴۴،۳۴۴) روایات درج ہیں جنہیں روافض نے اختراع کرکے اپنے ائمہ حضرات کی طرف منسوب کیا ہے۔

تنبیہ: ان بارہ ائمہ حضرات کا ان روایات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ ائمہ حضرات سب اہل السنۃ والجماعۃ تھے، متقی پرہیزگار تھے، تمام اہل السنۃ والجماعۃ ان حضرات کی عزت وعظمت ومنقبت کے قائل ہیں۔ روافض کی ان کتب میں جتنی روایات درج ہیں یہ سب جھوٹی، کذب بیانی پر مبنی ہیں، ان حضرات کا دامن ان روایات سے بالکل منزہ ومبرأ ہے۔

نوٹ: ان چار کتب میں زیادہ تر روایات دو (۲) ائمہ حضرات سے منقول ہیں:

(۱)......سیدنا حضرت محمد باقر (۲)......سیدنا حضرت جعفر صادق۔

سیدنا حضرت امام محمد باقر کی کنیت ابوجعفر ہے اور سیدنا جعفر صادق کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

روافض کے بارہ ائمہ اہل سنت کی نظر میں:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ بارہ ائمہ محترم، مکرم، متقی، پرہیزگار اور نیک لوگ تھے۔ معصوم، منصوص من اللہ، مامور من اللہ، مفترض الطاعۃ نہیں تھے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں یہ اوصاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ امت میں کوئی شخص بھی ان اوصاف سے متصف نہیں، جیسا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی متعدد کتب اس پر شاہد ہیں۔ علامہ محبّ الدین خطیب نے لکھا ہے:

نحن المسلمون لانعتقد العصمة لأحد بعد رسول الله ﷺ و كل من ادعى العصمة لأحد بعد رسول الله ﷺ فهو كاذب. [العواصم من القواصم:۵]

ائمہ کے بارہ میں روافض کا عقیدہ:

روافض کے نزدیک یہ بارہ ائمہ حضرات معصوم عن الخطاء، منصوص من اللہ، مامور من اللہ، مفترض الطاعۃ ہیں، جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتب اس پر شاہد ہیں۔

روافض کے نزدیک یہ بارہ ائمہ درحقیقت ان کے بارہ پیغمبر ہیں، کیونکہ روافض نے اپنی متعدد کتب میں لکھا ہے کہ: ''ہمارے ان بارہ ائمہ کے مقام پر نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے نہ ملک مقرب۔ یہ بات شیعہ مذہب کے ضروریات میں سے ہے اور شیعہ مذہب کے اصول کا جزء ہے۔ اور امامت درحقیقت نبوت ہی ہے، بلکہ امامت کا مقام ومرتبہ پیغمبر سے بھی بلند وبالاتر ہے۔'' روایات درج ذیل ہیں:

ائمہ معصوم اور منصوص من اللہ ہیں:

(۱)......شیعہ عالم باقر مجلسی لکھتے ہیں:

''از شرط امامت عصمت است، واجماع علماء امامیہ منعقداست برآنکہ امام نیز مثل پیغمبر معصوم است از اول عمر تا آخر عمر از جمیع گناہاں، کبیرہ وصغیرہ۔ احادیث متواترہ برایں مضمون بسیار است.'' [حق الیقین: ۴۰]

(۲)......باقر مجلسی صاحب نے دوسرے مقام پر لکھا ہے:

''بداں کہ اجماع علماء امامیہ منعقداست برآں کہ امام معصوم است از جمیع گناہاں صغیرہ وکبیرہ از اول عمر تا آخر عمر، خواہ عمداً وخواہ سہواً۔'' [حیات القلوب: ۱۵/۳]

(۳)......اوراسی کتاب کے ص ۲۱/ پر ہے:

''بداں کہ اجماع علماء امامیہ منعقداست برآنکہ امامے باشد از جانب خدا ورسول منصوص باشد''۔

(ترجمہ) توجان لے کہ علماء امامیہ کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ امام اللہ اور رسول کی طرف سے منصوص ہوتا ہے۔

(۴)......قاضی نوراللہ شوستری شیعہ لکھتے ہیں:

"ان الامام یجب ان یکون معصومًا،ذھبت الامامیة الی ان الائمة کالانبیاء فی وجوب عصمتھم." [احقاق الحق، طبع مصر: ۱/۱۹۷] امام کے لیے ضروری ہے کہ معصوم ہو، امامیہ کا یہ مذہب ہے کہ ائمہ حضرات یقیناً وجوب عصمت میں انبیاء کی طرح ہیں۔

(۵)......''تحفۃ العوام'' [۱/۷] میں ہے:

''اور سب امام مثل انبیاء کے پاک ومعصوم اور منزہ ہیں، عمداً اور سہواً کوئی خطا ان سے صادر نہیں ہوئی اول عمر سے آخر عمر تک''۔

ائمہ معصوم اور ان کی اطاعت فرض ہے:

(۱)......محمد بن یعقوب کلینی شیعہ حضرت جعفر صادق کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"نحن قوم معصومون،امرالله تبارك وتعالیٰ بطاعتناونھیٰ عن معصیتنا." [اصول کافی: ۱/۱۶۵، ۱۶۶] ہم معصوم لوگ ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہماری نافرمانی کرنے سے منع کیا ہے۔

(۲)......محمد بن یعقوب ہی حضرت جعفر صادق کی طرف نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''ان علیا امام فرض الله طاعته،وان الحسن امام فرض الله طاعته، وان الحسین امام فرض الله طاعته ،وان علی بن الحسین امام فرض الله طاعته،وان محمدبن علی امام فرض الله طاعته.'' [اصول کافی: ۱/۱۸۶، ۱۸۸] (ترجمہ) حضرت علی یقیناً امام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے، اور حضرت حسن یقیناً امام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے، حضرت حسین بے شک امام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے، حضرت علی بن حسین بلاشبہ امام ہیں اللہ تعالیٰ نے

ان کی اطاعت فرض کی ہے، حضرت محمد بن علی بالیقین امام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے۔

ائمہ حضرات کا مرتبہ:

شیعوں کے ’’امام‘‘ خمینی صاحب نے لکھا ہے:

’’از ضروریات مذہب ما است کہ کسے بمقامات معنوی ائمہ علیہم السلام نمی رسد، حتیٰ ملک مقرب و نبی مرسل...ایں جزء اصول مذہب ما است۔‘‘ [ولایت فقیہ:۵۸] ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ائمہ حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معنوی درجات اور مراتب تک کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا، حتی کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی نبی مرسل اور یہ ہمارے مذہب کے اصول میں سے ہے۔

ائمہ اور انبیاء میں کوئی فرق نہیں:

(۱)......جناب باقر مجلسی نے لکھا ہے:

’’وحق ایں است کہ در کمالات وشرائط وصفات فرق میاں پیغمبر وامام نیست۔‘‘ [حیاۃ القلوب:۳/۳] اور حق بات یہ ہے کہ امام اور پیغمبر کے درمیان شرائط وصفات اور کمالات میں کوئی فرق نہیں۔

(۲)......باقر مجلسی صاحب نے واضح لکھا ہے:

’’امامت نیز فی الحقیقت نبوت است۔‘‘ [حیاۃ القلوب:۸۱/۳] امامت بھی درحقیقت نبوت ہی ہے۔

(۳)......محمد بن یعقوب کُلینی لکھتے ہیں:

’’ان الامامة هي منزلة الانبياء.‘‘ [اصول کافی:۲۰۰/۱] بے شک امامت کا مرتبہ انبیاء جیسا ہی ہے۔

(۴)......محمد بن یعقوب نے ہی امام جعفر صادق کی طرف نسبت کرکے یہ روایت لکھی ہے کہ ہمارے ائمہ حضرات بھی حضور علیہ السلام کی طرح ہیں، لکھتے ہیں:

”الائمة بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وسلم،الاانهم ليسوا بانبياء، ولا يحل لهم من النساء مايحل للنبى صلى الله عليه وسلم،فاماماخلاذلك فهم فيه بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وسلم “[اصول کافی:۲۷۰/۱]

ائمہ حضرات کا مقام ومرتبہ رسول اللہ ﷺ جیسا ہی ہے، مگر وہ انبیاء نہیں۔ اور جتنی عورتیں نبی ﷺ کے لیے حلال تھیں وہ ان کے لیے حلال نہیں، لیکن باقی سب چیزوں میں ائمہ کا مرتبہ رسول ﷺ کے برابر ہے۔

(۵)......جناب باقر مجلسی نے ترقی کرکے صاف لکھ دیا ہے:

’’مرتبۂ امامت بالاتر از مرتبۂ پیغمبری ست۔‘‘ [حیاۃ القلوب:۲/۳] یعنی امامت کا مرتبہ پیغمبر کے مرتبہ سے بالاتر ہے۔

نبی اور امام میں فرق:

روافض کا عقیدہ ہے کہ ’’نبی‘‘ اور ’’رسول‘‘ کی طرح ’’امام‘‘ کے پاس بھی جبریل علیہ السلام آتے

تھے، البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی اور رسول تو جبریل امین کو دیکھتے تھے، کلام کرتے، سنتے تھے۔ مگر امام صرف دیکھ نہیں سکتا تھا، ان کا کلام سنتا تھا۔

(۱)......جیسا کہ جناب محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت علی رضاؒ کی طرف منسوب لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''ان الرسول الذی ینزل علیه جبریل فیراه ویسمع کلامه وینزل علیه الوحی، والنبی ربمایسمع الکلام وربمایری الشخص ولم یسمع، والامام هوالذی یسمع الکلام ولایریٰ الشخص.''[اصول کافی:۱/۱۷۶]

(۲)......حسن بن عباس معروفی نے حضرت علی رضا کی طرف خط لکھا کہ رسول، نبی اور امام میں کیا فرق ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''والامام هوالذی یسمع الکلام ولایری الشخص.'' [اصول کافی:۱/۱۷۶] امام وہ ہوتا ہے جو فرشتے کی کلام تو سنتا ہے اس کو دیکھتا نہیں۔

(۳)......محمد بن یعقوب کلینی صاحب نے حضرت محمد باقر کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے:

''عن زرارة قال سألت اباجعفرعن قول الله عزوجل وکان رسولاً نبیاً ....الامام مامنزلته؟ قال یسمع الصوت ولایری ولایعاین الملك.''[اصول کافی:۱/۱۷۶] کہ زرارہ نے کہا میں نے حضرت ابوجعفر (محمد باقر) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وکان رسولاً نبیا کے متعلق پوچھا کہ....امام کا کیا مرتبہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ فرشتے کی آواز تو سنتا ہے لیکن اس کو دیکھتا نہیں ہے۔

ان روایتوں سے یہ بات واضح ہے کہ ائمہ حضرات کے پاس فرشتہ بھی آتا تھا، جن کا کلام حضرات ائمہ علیہم السلام سنتے اور سمجھتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی ائمہ حضرات کے پاس وحی آتی رہی۔

روافض کی ان تمام روایات سے دو باتیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں:

(۱)...... بارہ ائمہ درحقیقت ان کے نبی و پیغمبر ہیں، اوران کے اوصاف وصفات انبیاء جیسے ہیں بلکہ انبیاء سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جیسا کہ ''اصول کافی'' میں انہوں نے مستقل باب لکھے ہیں کہ موت ہمارے ان ائمہ کے اختیار میں ہے، وہ علوم جو اللہ نے انبیاء، رسل، ملائکہ کو دیے ہیں وہ سب ہمارے ائمہ کے پاس ہیں، اور وہ علم ما کان و ما یکون رکھتے ہیں، ان سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ بلکہ زمین کا اصل رَب ''امام'' ہی ہے۔ یعنی روافض نے پہلے ائمہ کو ''نبوت'' کا درجہ دیا پھر ترقی کر کے ان کو ''رب'' بنا دیا، جیسا کہ اس کی وضاحت آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

(۲) ...... یہ فرقہ ختم نبوت کا منکر ہے، جیسا کہ اس کی تائید وتوثیق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اکابر علماء نے کی ہے۔

بارہ ائمہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ بارہ ائمہ متقی، پرہیزگار، علماء، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ضرور تھے، لیکن معصوم، منصوص من اللہ، مامور من اللہ، مفترض الطاعۃ نہیں تھے۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب ''حق الیقین فارسی'' میں ملا باقر مجلسی صاحب نے اس بات کا اقرار واعتراف کیا ہے کہ ان ائمہ کے بعض اصحاب ان کے دور میں ان کو معصوم تصور نہیں کرتے تھے، نیک متقی، پرہیزگار علماء تصور کرتے تھے:

''از احادیث ظاہر می شود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار ائمہ بودہ اند از شیعان اعتقاد بہ عصمت ایشاں نداشتہ اند، بلکہ ایشاں را از علماء نیکو کارے دانستہ اند'' [حق الیقین فارسی: ۵۴۴]

باقر مجلسی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''از احادیث ظاہر می شود کہ بعضے اصحاب ائمہ بہ عصمت ایشاں قائل نہ بودہ اند''۔ [حق الیقین: ۵۴۵]

امامت اور نبوت کی تحقیق:

اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں کہ انسانوں میں سب سے بڑا منصب ''نبوت ورسالت'' ہے، ''امامت'' نبوت کی طرح کوئی مستقل منصب نہیں ہے۔ لفظ امام یا ائمہ قرآن مقدس میں بارہ (۱۲) مرتبہ آیا ہے۔ یہ عام لفظ ہے، اس کا اطلاق پیغمبر پر بھی ہوا ہے، عام آدمی پر بھی ہوا ہے، حتی کہ کافر پر بھی ہوا ہے، اور یہ لفظ صحیفۂ اعمال یا لوح محفوظ، کھلا راستہ، قرآن مقدس اور تورات وغیرہ پر بھی بولا گیا ہے۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:

(۱)......جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا گیا: **انی جاعلک للناس اماما.** [پارہ ۱، سورۃ بقرہ: ۱۲۴] یہاں ''امام'' کا اطلاق ''حضرت ابراہیم علیہ السلام'' پر ہوا ہے۔

(۲)......**فقاتلوا ائمة الكفر.** [پارہ ۱۰، توبہ: ۱۲] اس آیت میں لفظ ''ائمہ'' کا اطلاق ''کفار'' پر ہو رہا ہے۔

(۳)......**ومن قبله كتاب موسىٰ اماما ورحمة** (پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۱۷) اس آیت میں جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ''تورات'' کو امام ورحمۃ فرمایا گیا ہے۔

(۴)......**وانهما لبامام مبين.** [پارہ ۱۴، الحجر: ۷۹] اس آیت میں امام کا اطلاق ''کھلے راستے'' پر ہوا ہے۔

(۵)......**يوم ندعو كل اناس بامامهم.** [پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱] اس آیت میں امام سے مراد ''پیغمبر'' ہیں، کیونکہ میدان قیامت میں ہر امت کو اپنے پیغمبر کے ساتھ بلایا جائے گا۔

(۶)......**وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا.** [پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۷۳] اس آیت میں حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام کو ''امام'' بتایا گیا ہے۔ یہاں امامت بمعنیٰ ''نبوت'' ہے۔

(۷)......**ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما.** [پارہ ۱۹، سورۃ

الفرقان، آیت ۷۴] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ترغیب دی کہ تم ہم سے یہ دعا مانگا کرو، جس میں امامت کی ''درخواست'' بھی ہے۔ اگر امامت نبوت کی طرح مستقل منصب ہوتا تو ہمیں یہ دعا مانگنے کی اجازت نہ ہوتی، جس طرح نبوت کی دعا کرنا ممنوع ہے اسی طرح امامت کی دعا کرنے کی بھی ممانعت ہوتی۔

(۸)......**ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين.** [پارہ:۲۰، القصص:۵] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تم کو بادشاہ بنائیں گے۔ یہاں امامت مطلق ''پیشوائی'' کے معنیٰ میں ہے جس سے مراد نبوت اور بادشاہی ہے، کیونکہ زیادہ تر انبیاء بنی اسرائیل ہی میں مبعوث ہوئے جو پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی، جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام۔

(۹)......**وجعلناهم ائمة يدعون الى النار.** [پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۴۱] اس آیت میں ''فرعونیوں'' کو امام بتلایا گیا ہے، وہ لوگوں کو آگ کی طرف بلاتے تھے۔

(۱۰)......**وجعلنامنهم ائمة يهدون بامرنا.** [پارہ ۲۱، سورۃ السجدۃ، آیت ۲۴] اس آیت میں امام بمعنی ''نبی'' ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہدایت کرنا یہ صرف انبیاء علیہم السلام کا کام رہا ہے۔

(۱۱)......**وكل شيئ احصيناه فى امام مبين** . [پارہ ۲۲، سورۃ یٰسین، آیت ۱۲] اس آیت میں لفظ امام کا اطلاق ''کتاب'' پر ہوا ہے، اس سے مراد لوح محفوظ یا اعمال نامہ ہے۔

(۱۲)......**ومن قبله كتاب موسٰى اماماورحمة** (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۱۲) اس آیت میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ''تورات'' کو ''امام'' اور رحمت بتایا گیا ہے۔

ان تمام آیات میں روافض کی مزعومہ امامت ثابت نہیں ہوتی۔

لفظ ''امام'' کا اطلاق ''قرآن مقدس'' پر بھی ہوا ہے، جیسا کہ سیدنا عمر فاروقؓ نے قرآن کو امام فرمایا ہے، کیونکہ اس کی اقتداء واطاعت کی جاتی ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا: "رضينا بالله رباوبالاسلام ديناوبمحمدصلى الله عليه وسلم رسولا، وبالقرآن اماما." [ازالة الخفاء: فصل ششم:۶۲]

امام کا لغوی معنیٰ:

امام کا لغوی معنیٰ مقتدا، پیشوا ہے، جس کی اقتداء کی جائے چاہے وہ اقتداء اچھی چیز میں ہو یا بری چیز میں۔

امام کا اصطلاحی معنیٰ:

شریعت کی اصطلاح میں امام بمعنی ''امیر'' ہے۔ یعنی ایسا فرمانروا جس کے ہاتھ میں عنان اقتدار ہو، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے مطابق ملک وملت کا نظام چلا سکے، احکام شریعت کا نفاذ کرے، حدود اللہ

قائم کر سکے، سرحدوں کی حفاظت کرے۔ ایسے شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

خلیفہ یا امام کی اطاعت واجب ہے، مگر ان امور میں جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے خلاف نہ ہوں۔ اگر خلیفہ یا امام کا کوئی حکم قرآن وسنت کے خلاف ہوگا تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی، جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے: لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی جب خلاف ورزی ہو رہی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

خلیفہ یا امام کا انتخاب مسلمانوں کے ذمہ ہے، رجال امت اپنے میں سے ایک بہترین موزوں شخص کا انتخاب کریں جو اقامت دین کا فریضہ صحیح طریقے سے انجام دے سکے۔

روافض کا مسئلہ امامت اور اس کا بانی:

روافض نے اپنی متعدد کتب میں اس بات کا اقرار واعتراف کیا ہے کہ مسئلہ امامت سب سے پہلے عبداللہ بن سبا یہودی نے مشہور کیا تھا، اور حضرت علی کو سب سے پہلے الٰہ ورب اسی نے ہی کہا تھا۔ روایات درج ذیل ہیں:

(۱)......صاحب ''تنقیح المقال'' و''رجال کشی'' نے عبداللہ بن سبا یہودی کے بارہ میں واضح لکھا ہے:

''ذکر اهل العلم ان عبدالله بن سبا کان یهودیافاسلم،ووالی علیا۔ وکان یقول وهوعلی یهودیته فی یوشع بن نون وصی موسٰی بالغلو،فقال فی اسلامه بعدوفاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی مثل ذٰلک.

وکان اول من اشهرالقول بفرض امامة علی،واظهرالبراء ة من اعدائه، وکاشف مخالفیه،واکفرهم، فمن ههناقال من خالف الشیعة ''اصل التشیع والرفض ماخوذمن الیهودیة. ''[رجال کشی:۱۰۸،تنقیح المقال ،فرق الشیعه ،تفسیرمراٰة الانوار:۶۶]

اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی شخص تھا، پھر اس نے اسلام ظاہر کیا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دوستی رکھتا تھا۔ جس وقت یہ یہودی مذہب پر تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بارہ میں غلو کیا کرتا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب اس نے اسلام ظاہر کیا تو حضرت علی کے بارہ میں بھی اسی طرح غلو کرنے لگا۔

یہی پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کے فرض ہونے کا عقیدہ مشہور کیا، اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اعلان کیا، اور ان کے مخالفین سے کھلے طور پر دشمنی کی اور ان کی تکفیر بھی کی۔ پس اسی وجہ سے شیعوں کے مخالفین نے یہ بات کہی ہے کہ رفض اور تشیع کی اصل یہودیت ہی ہے، یعنی یہ فرقہ یہودیت سے ماخوذ ہے۔

(۲)......عن ابی جعفرعلیه السلام ان عبدالله بن سبا کان یدعی النبوة،ویزعم ان

اميرالمؤمنين عليه السلام هو الله (تعالى عن ذلك) فبلغ ذلك اميرالمؤمنين، فدعاه وسأله، فاقربذلك وقال نعم انت هو، وقد كان القى فى روعى انك انت الله وانى نبى.

فقال له اميرالمؤمنين: ويلك قدسخرمنك الشيطان فارجع عن هذاثكلتك امك وتب، فابىٰ فحبسه واستتابه ثلاثة ايام فلم يتب، فاحرقه بالنار وقال ان الشيطان استهواه فكان يأتيه ويلقى فى روعه ذلك. [رجال كشى:۱۰۶]

حضرت ابوجعفر (محمد باقر) علیہ السلام سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا دعوی کرتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام خوداللہ ہیں۔ پس یہ بات امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو پہنچی تو انہوں نے اس کو بلایا اور اس عقیدہ کے بارہ میں اس سے پوچھا، تو عبداللہ بن سبا نے اس کا اقرار کیا اور کہنے لگا جی ہاں! آپ ہی اللہ ہیں اور میرے دل میں یہ القاء ہوا ہے کہ آپ یقیناً اللہ ہیں اور میں نبی ہوں۔

پھر اس کو حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ تو ہلاک ہو، تجھ سے شیطان نے مذاق کیا ہے، اس عقیدہ سے توبہ و رجوع کر تیری ماں تجھے گم پائے۔ تو اس نے اس سے انکار کیا۔ پھر اس کو امیرالمومنین علیہ السلام نے تین دن قید میں ڈال دیا اور تین دن کے اندر اندر توبہ کرنے کو کہا، لیکن اس نے اس باطل عقیدے سے توبہ نہ کی، تو حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اس کو آگ میں جلا دیا اور فرمایا کہ شیطان نے اس کی عقل کو تباہ کر دیا، اس کے پاس شیطان آتا تھا اور اس کے دل میں ان باتوں کو القاء کیا کرتا تھا۔

جو فکر اور لائحۂ عمل اس یہودی شخص ''عبداللہ بن سبا'' نے روافض کو دیا تھا آج تک یہ فرقہ اسی پر سختی سے کاربند ہے۔

خلاصۂ کلام:

(۱)......مذکورہ بالا دونوں روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ سب سے پہلا شخص ''عبداللہ بن سبا'' یہودی ہی ہے جس نے حضرت علیؓ کو ''رب'' کہا اور اپنے آپ کو نبی ٹھہرایا۔

(۲)......سب سے پہلے اسی شخص نے حضرت علیؓ کی محبت میں غلو کیا اور ان کو حد سے بڑھایا۔

(۳)......اسی نے سب سے پہلے یہ بات اختراع کی کہ حضرت علیؓ کی امامت فرض ہے۔

(۴)......یہی پہلا شخص ہے جس نے صحابہ کرام کو حضرت علیؓ کا مخالف اور دشمن مشہور کیا۔

(۵)......سب سے پہلے اسی نے صحابہ کرام سے براءت اور ان پر تبرابازی کا سلسلہ شروع کیا۔

(۶)......یہی پہلا شخص ہے جس نے صحابہ کرام کو کافر کہا۔

موجودہ دور کے اثناعشری رافضی عبداللہ بن سبا یہودی کے ان وضع کردہ اصولوں پر کاربند ہیں، وہ سب کچھ تو چھوڑ سکتے ہیں لیکن اس یہودی کی وضع کردہ روش کو نہیں چھوڑ سکتے۔ [تذکرہ علامہ تونسویؒ]

عقیدۂ امامت......اکابر اہل سنت کی نظر میں

(۱)......پانچویں صدی ہجری کے حنفی عالم امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید السالمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ومنهم من قال لأن العالم لايخلو من الإمام، والإمام من أولاد الحسن والحسين، وهو يتعلم العلم من الله أو من جبريل، فمن لا يعرفه ولا يؤمن به فموته موت الجاهلية، وهذا كفر؛ لأن هذا إثبات النبوة.“[التمهيد :۱۸۰] (ترجمہ) اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ: ''یہ عالم امام سے خالی نہیں ہوتا، اور امام حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوتا ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے یا جبریل سے علم حاصل کرتا ہے۔ پس جو شخص امام کو نہ جانے اور اس پر ایمان نہ لائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔'' یہ عقیدہ کفر ہے۔ اس لیے کہ یہ (امام کے لیے) نبوت کا اثبات ہے۔

(۲)......امام ابوعبداللہ محمد بن احمدؒ (۶۷۱ھ) اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' (تفسیر قرطبی) میں لکھتے ہیں:

(ترجمہ) ''تمام اقوال کے مطابق علم قطعی اور یقین ضروری حاصل ہو چکا ہے اور سلف وخلف کا اجماع اس پر منعقد ہو چکا ہے کہ اللہ جل شانہ کے وہ احکامات جو ان کے امر و نہی پر مشتمل ہیں ان کو پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کو رسولوں سے حاصل کیا جائے۔ اور جس شخص نے یہ کہا کہ: رسولوں سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ بھی ہے جس میں رسولوں سے مستغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو معلوم کیا جا سکتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے، اس کو قتل کر دیا جائے گا اور توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا، نہ ہی اس سے کسی مزید سوال و جواب کی ضرورت ہے۔

پھر ایسا کہنا (کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ بھی موجود ہے) یہ درحقیقت آنخضرت ﷺ کے بعد دوسرے انبیاء کی نبوت کا اثبات ہے، حالانکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم انبیاء ورسل بنایا ہے، اب آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو کہتا ہے کہ: احکام الٰہی میں وہ اپنے دل سے فیصلہ لے اور اسی کے تقاضے کے مطابق عمل کرے اور یہ کہے کہ اسے کتاب و سنت کی حاجت نہیں ہے تو لاریب ایسے شخص نے اپنے لیے ''خاصہ نبوت'' کو ثابت کر لیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''روح القدس (جبریل) میرے دل میں بات ڈال رہے ہیں۔'' [تفسیر قرطبی، الکھف، آیت:۷۹۔۸۲]

(۳)......فقہ شافعی کے عالم شیخ محمد البرزنجی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۱۰۳ھ) لکھتے ہیں:

".. أو اعتقاد حصول مرتبة النبوة للأمة الاثنا عشرية كما مر مفصلا...."[النواقض للروافض:۱۲۵ بحوالہ مسودہ مولانا اسماعیل] (ترجمہ) یا وہ (عقیدہ امامت کا قائل ہو کر) ائمہ اثنا عشریہ کے لیے مرتبہ نبوت کے حصول کا عقیدہ رکھتا ہو، جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔ (تو وہ بھی منکر ختم نبوت ہوگا۔)

(۴)......مسند الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''(ترجمہ) میں نے لفظ امام میں غور وفکر شروع کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ امام ان کی اصطلاح میں معصوم، مفترض الطاعۃ اور مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتا ہے۔ اور شیعہ امام کے حق میں وحی باطنی کے قائل ہیں۔ پس در حقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں۔'' [وصیت نامہ:۶، کانپور]

(۵)......حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں لکھتے ہیں:

''امامیہ اگرچہ بظاہر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مانتے ہیں در پردہ ائمہ کی نبوت کے بھی قائل ہیں۔ بلکہ وہ ائمہ کو انبیاء سے برتر اور بزرگ تر مانتے ہیں۔ جیسا کہ اوراق ماسبق میں بیان ہوا۔ اور کسی چیز کو حلال وحرام قرار دینے کے اِختیارات جو خاصہ نبوت بلکہ اس سے بھی بالاتر ہیں، وہ ائمہ کے سپرد وحوالہ کرتے ہیں۔ یعنی جو چیز اللہ ورسول نے حرام وحلال نہیں کی اس کو حلال وحرام قرار دینے کا ائمہ کو اختیار ہے۔ اِس عقیدہ کی موجودگی میں وہ بھی ختم نبوت کے منکر ہوئے۔'' [تحفہ اثنا عشریہ مترجم:۳۳۶]

(۶)......حضرت مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فقیر ثناء اللہ کہتا ہے، مذکورہ فرقوں سے ختم رسالت رسول اللہ ﷺ کا انکار صریح ہے، لیکن اثنا عشریہ بلکہ امامیہ کے تمام فرقے معنوی طور پر ختم رسالت کے منکر ہیں۔ اس لیے کہ اعتبار معانی کا ہوتا ہے، نہ کہ الفاظ کا۔'' [السیف المسلول:۱۵۲]......''اگرچہ یہ لوگ نبی یا رسول کا لفظ ائمہ پر نہیں بولتے مگر نبوت کی صفات ومعانی اُن پر ثابت کرتے ہیں۔ تو گویا اُن کو اِنہوں نے نبی جانا۔ کیونکہ اعتبار الفاظ کا نہیں ہوتا، معانی کا ہوتا ہے۔'' [السیف المسلول:۱۵۷]

(۷)......فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرات شیعہ معتقد ہیں کہ جناب امیر پر فرشتہ نازل ہوتا تھا جس کی آپ آواز سنتے تھے اور صورت نہیں دیکھتے تھے۔ اور امام کو نسخ احکام شرعیہ کا اختیار ہے۔ اور تمام تحلیلات و تحریمات اس کے قبضے میں ہیں جس کو چاہے حلال کرے اور جو چاہے حرام کر دے۔ تو گو بظاہر ختم رسالت کے قائل ہوئے ہیں مگر در حقیقت ختم رسالت ونبوت کے منکر ہیں۔'' [مطرقة الكرامة على مرءاة الإمامة:۷۷]

(۸)......امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا ﷺ کی مثل اور ہم مرتبہ ہیں۔ اور اسی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ ہیں۔'' [بطلان مذہبِ شیعہ:۳۶]

''اہل سنت کہتے ہیں کہ: معصوم ہونا خاصہ انبیاء ہے، آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو آپ کا مثل اور اور معصوم و مفترض الطاعۃ ماننا شرک فی النبوت اور ختم نبوت کا انکار ہے۔'' [مقدمہ تفسیر آیات خلافت:۱۸]

(۹)......مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اثناء عشری مذہب کی بنیادی اور مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایک یہ حقیقت بھی اسی طرح آنکھوں کے سامنے آتی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اثنا عشریہ کا عقیدۂ امامت جو اس مذہب کی اساس و بنیاد ہے، عقیدہ ختم نبوت کی قطعی نفی کرتا ہے۔ اور اس بارہ میں ان کا عقیدہ جمہور امت مسلمہ سے بالکل مختلف ہے۔ وہ ''ختم نبوت'' اور ''خاتم النبیین'' کے الفاظ کے تو قائل ہیں (جس طرح کہ قادیانی بھی قائل ہیں۔) لیکن اس کی حقیقت کے منکر ہیں۔......اس موضوع سے متعلق راقم السطور نے اُوپر جو کچھ عرض کیا ہے، اس کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ کسی کو بھی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے اس نتیجہ فکر کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہے گا کہ شیعہ اپنے عقیدہ امامت کی وجہ سے ختم نبوت کے منکر ہیں۔''

[بینات، اشاعت خاص:۷۶۔۸۰]

(۱۰)......حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ائمہ کی تعریف اور ان کے اوصاف ''وحدت نبی'' اور ''ختم نبوت'' کے منافی......اب امامت کے بارے میں فرقہ اثنا عشریہ کے عقائد و اُصول پر ایک نظر ڈال لیجیے! جو ہم ''اُصول کافی'' سے اخذ و اقتباس کر کے نقل کرتے ہیں: اثنا عشری حضرات کے نزدیک نبی کے جانشین خلیفہ و امام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر و نامزد ہوئے، وہ نبی ہی کی طرح معصوم، مفترض الطاعۃ ہوتے ہیں، ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی حجت اپنی مخلوق پر بغیر امام کے قائم نہیں ہوسکتی......اماموں کا جاننا پہچاننا شرطِ ایمان ہے، ائمہ کی اطاعت رسولوں ہی کی طرح فرض ہے، ائمہ کو اختیار ہے جس چیز کو چاہیں حلال اور جس چیز کو چاہیں حرام قرار دے دیں، ائمہ انبیاء ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں۔''

[دو متضاد تصویریں:۷۲]

(۱۱)......فخر الاماثل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اثنا عشریہ شیعوں کے وجوہ کفر میں سے ایک وجہ انکارِ ختم نبوت بھی ہے۔......ان عبارتوں کے

مطالعہ کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اثنا عشری شیعہ ''ختم نبوت'' اور ''خاتم النبیین'' کے الفاظ کے تو قائل ہیں، لیکن اس کی حقیقت کے قطعی منکر ہیں۔'' [بینات، خصوصی اشاعت:۱۰۸۔۱۱۰]

(۱۲)......محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بھلا جو فرقہ ختم نبوت کا قائل نہ ہو، اپنے ائمہ کو نبی کا درجہ دے، انہیں معصوم سمجھے، ان کی اطاعت کو تمام انسانوں پر فرض قرار دے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ ان پر وحی باطنی ہوتی ہے.....ایسا فرقہ لاکھ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے، اس کو اسلام و ایمان اور قرآن و نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کیا تعلق؟'' [بینات، اشاعت خاص:۱۶۱]

(۱۳)......امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ظاہر امر ہے کہ جب امام معصوم ہو اور اس کی طرف وحی بھی آتی ہو، اس کی اطاعت بھی فرض ہو تو نبی اور امام میں کیا فرق رہ گیا؟ غرضیکہ شیعہ بارہ بلکہ چودہ امام تسلیم کر کے گویا بارہ یا چودہ نبی مانتے ہیں۔ تو پھر آنحضرت ﷺ پر نبوت کیسے ختم ہوئی؟ اگر شیعہ ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں تو محض تقیہ کے طور پر کرتے ہیں۔'' [ارشاد الشیعہ :۸۸]

(۱۴)......قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی دام مجدہم نے اپنی یادگار تصنیف ''ایرانی انقلاب'' میں شیعی ''عقیدہ امامت'' کی پوری وضاحت کردی ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے لے کر اکابر علمائے دیوبند اور خصوصاً امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شیعی ''عقیدہ امامت'' کو ''عقیدہ ختم نبوت'' کے منافی قرار دیا ہے۔'' [بینات، اشاعت خاص:۲۲۰]

''سنی طبقہ ناواقفیت کی بنا پر عموماً یہ کہتا ہے کہ سنی شیعہ اختلاف ایک فروعی اختلاف ہے اور ان میں کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ اور شیعہ علماء بھی از روئے تقیہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ سنی و شیعہ فروعی اختلاف ہے۔ لیکن ان مستند مذکورہ بالا روایات سے روزِ روشن کی طرح یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ شیعہ عقیدہ امامت ان کے مذہب کا ایک اُصولی عقیدہ ہے اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد عقیدہ نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی کوئی علمی اور شرعی حیثیت باقی نہیں رہ سکتی۔'' [ماہنامہ حق چار یار جہلمی نمبر:۳۵]......''۱۹۷۴ء کی مجلس عمل میں شیعہ اور مودودی بھی شامل تھے۔ جہلم میں جب مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس کا صدر مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کو بنانا چاہتے تھے۔ لیکن مولانا مرحوم نے اہل تشیع اور مودودی جماعت کی اس میں شرکت کی وجہ سے مجلس عمل کی شمولیت سے ہی انکار کردیا۔ اور چکوال میں بندہ بھی مجلس عمل میں شامل نہیں

ہوا۔ اوراس کی وجہ یہ تھی کہ شیعہ عقیدہ امامت عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔''[ایضاً:۳۳]......''یہ ہے اہل تشیع کا عقیدہ امامت کہ آخری امام حضرت مہدی (جو ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں) کی امامت کا اتنا بلند مقام ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین ﷺ بھی ان سے بیعت کرکے ان کے مریدین میں شامل ہوجائیں گے اوران کے بعد حضرت علیؓ بھی بیعت کریں گے۔ کیا اَب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کا عقیدہ امامت' عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے؟ **فاعتبروا یا اولی الابصار.**''[ایضاً:۳۵]

(۱۵)......مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اِس معاملے میں شیعہ مذہب بھی باطل ہے کہ اس کے پیروکار خلیفہ یا حاکم (امام) کو معصوم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ مانتے ہیں۔''[معالم العرفان:۱۵۱/۸]......''اسماعیلی فرقے والوں کا عقیدہ ہے کہ: خدا تعالیٰ امام میں حلول کرگیا ہے گویا امام کو ''الوہیت'' کے درجے پر پہنچا دیا۔ رافضیوں نے بھی اپنے امام کو ''معصوم'' قرار دے دیا۔''[ایضاً:۸۰۸/۱۴]......''رافضیوں نے اماموں کو نبی کے برابر ٹھہرالیا، کہتے ہیں کہ: انبیاء کی طرح امام بھی ''معصوم'' ہوتے ہیں۔....''امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تفہیماتِ الٰہیہ'' میں لکھتے ہیں: اماموں کی معصومیت کو تسلیم کرنا ختم نبوت کے انکار کے مترادف ہے۔ اگر نبی کے علاوہ امتی بھی معصوم بن جائیں تو پھر نبی کی نبوت کہاں گئی؟''[معالم العرفان:۲۲۸/۱۴]

(۱۶)......وکیل صحابہ حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''دراصل اس مقام ''نبوت'' پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ''امامت'' کے تصور کی تخلیق کی گئی ہے۔''

[کشف الحقائق:۳۶۳]''بہرحال مامور و منصوص من اللہ، مبعوث للخلق، معصوم اور مفترض الطاعۃ ہونا خاص نبی کی صفات ہیں، جن پر آل سبا نے ڈاکہ ڈالا ہے اور ایک ایک کرکے ساری صفات ''امام'' کو دے دی ہیں۔ اس طرح یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہوئے۔''[۳۷۷]''امامت نبوت کے مقابل و حریف ہے: ان اقتباسات سے یہ حقیقت واضح اور مبرہن ہوکر سامنے آچکی ہے کہ یہ مخترعہ، موضوعہ، خانہ ساز ''امامت'' ''نبوت و رسالت کی حریف و مقابل ہے، چنانچہ امام کے مقابلے میں جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو (معاذ اللہ) فروتر دکھایا گیا ہے۔ اوران حضرات کے مقابلے میں ''امام'' کو بلند و بالاتر دکھایا گیا ہے۔''[۴۰۵]

(۱۷)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''قادیانیوں کی طرح وہ (شیعہ) لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، لیکن انہوں نے نبوتِ محمدیہ کے مقابلے میں ایک متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے تصنیف کرلیا ہے۔ ان کے نزدیک امامت کا ٹھیک وہی تصور ہے جو اسلام میں نبوت کا ہے۔''[بینات:۱۵۴]

(۱۸)......مناظر اہل سنت حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''روافض کے نزدیک یہ بارہ ائمہ معصوم عن الخطاء، منصوص من اللہ، مامور من اللہ، مفترض الطاعۃ ہیں، جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتب اس پر شاہد ہیں۔ روافض کے نزدیک یہ بارہ ائمہ درحقیقت ان کے بارہ (۱۲) پیغمبر ہیں، کیونکہ روافض نے اپنی متعدد کتب میں لکھا ہے کہ:

''ہمارے بارہ (۱۲) ائمہ کے مقام پر نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے نہ مَلَک مقرب۔ یہ بات شیعہ مذہب کے ''ضروریات'' میں سے ہے اور شیعہ مذہب کے اصول کا جزء ہے۔ اور امامت درحقیقت نبوت ہی ہے، بلکہ امامت کا مقام و مرتبہ پیغمبری سے بلند و بالاتر ہے۔'' [تذکرہ علامہ تونسوی رحمہ اللہ:۲۸۲]

(۱۹)......شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''شیعوں کا یہ ''نظریۂ امامت'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے، یہی وجہ ہے کہ دورِ قدیم سے لے کر مرزا غلام قادیانی تک جن جن لوگوں نے نبوت و رِسالت کے جُھوٹے دعوے کیے، انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے ''نظریۂ امامت'' سے مُستعار لیا۔

....میں شیعہ کے ''نظریۂ امامت'' پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اُتنا ہی اِضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور اُمّت میں جُھوٹے مدّعیانِ نبوت کے دعوٰئ نبوت کا چور دروازہ کھولنے کے لیے گھڑا۔'' [اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم:۲۸، ط:۱۹۹۵ء]

(۲۰)......فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تکفیر شیعہ کی وجوہ بے شمار ہیں، ان میں جو زیادہ معروف، خواص و عوام میں مشہور اور ان کی تقریباً سب کتابوں میں مزبور ہیں، وہ تحریر کی جاتی ہیں.......

(۱۵)......اپنے اماموں کو معصوم اور عالم الغیب سمجھتے ہیں۔

(۱۶)......اماموں کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔

(۱۷)......ختم نبوت کے منکر ہیں، اس لیے کہ اپنے اماموں میں جریانِ نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' [احسن الفتاویٰ:۱۰/۴۷]

(۲۱)......استاذ المفتیین حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ [صدر مفتی: جامعہ خیر المدارس ملتان] لکھتے ہیں:

''شیعہ امام پر ''نبی'' کے لفظ کا اطلاق نہیں کرتے، لیکن حقیقت و معنی نبوت اس کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ ایسے عقیدہ امامت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی نفی لازم آتی ہے۔'' [خیر

الفتاویٰ:۱/۲۴۳]

(۲۲)......امین ملت مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لیکن ہوتا یہ ہے کہ اِس سلسلے کی تمام معلومات سے کورا ہونے کے باوجود مظلوم سنیوں سے یہ یک طرفہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت میں اشتراک کی بنا پر سنی شیعہ ایک ہیں، لہٰذا متحد ہو جائیں۔'' ......سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت کے اشتراک کی بنا پر مسلمان اور یہودی ایک ہیں؟ یا متحد ہو سکتے ہیں؟......کیا حضرت مسیح علیہ السلام سے محبت کے اشتراک کی بنا پر مسلمان اور مسیحی ایک ہیں؟ یا متحد ہو سکتے ہیں؟......ظاہر ہے (کہ) نہیں! (ہو سکتے) اسی طرح اتحاد کی راہ میں رکاوٹوں کو دُور کیے بغیر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی آڑ میں ''اتحاد'' کی راگنی گانا، مگر باقی خلفائے راشدین اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے رہنا......موجودہ قرآن کو اصلی ماننے کے بجائے اپنے بارہویں امام کے پاس بتانا......نظریہ امامت تسلیم کر کے عملاً ختم نبوت کا انکار کرتے رہنا......کیا یہ تقیہ پر مبنی منافقت اور دھوکہ بازی نہیں ہے؟ اور کیا اس طرح صرف یک طرفہ شرائط منوا کر اتحاد کرانا ممکن ہے؟ [تریاق اکبر بزبان صفدر:۲۳۶، مرتب: مولانا عبدالرزاق صفدر]

(۲۳)......حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''گویا اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اور ایسی شخصیات کو نبوت کے منصب پر چڑھا دیا گیا، اگرچہ نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، لیکن لوازمات سارے کے سارے وہی آگئے تو میں سمجھا کہ یہی بناء ہے ان کے کفر کی۔ دیوبند سے جو (ماہنامہ) ''دارالعلوم'' کے اندر فتویٰ شائع ہوا، اُنہوں نے بناء اِسی پر رکھی کہ ان کا یہی عقیدہ ان کے کفر کے سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ مسلمان جو اہل السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں، اُن سے یہ علیحدہ ہیں، یہ (اہل السنۃ والجماعۃ) مسلم ہیں وہ (شیعہ) مسلم نہیں۔'' [خطبات حکیم العصر:۵/۱۶۵]

(۲۴)......سلطان العلماء حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہم لکھتے ہیں:

''اِس (شیعہ کی اختیار کردہ [ناقل]) صورت کے منکر عنوانِ ختم نبوت کے منکر نہیں، لیکن حقیقت ختم نبوت کے منکر صریحاً ہیں، عقیدہ ختم نبوت کوئی لفظوں کا کھیل نہیں کہ لفظ نبی کی روک تو تسلیم کر لی جائے اور نبوت کی حقیقت اور معنویت امامت کے نام سے جاری رکھی جائے۔ ...... جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کچھ ایسے افراد بھی اس امت میں پیدا ہوں گے جو مامور من اللہ اور معصوم ہوں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا عقیدہ ختم نبوت کا قطعاً قائل نہیں، خواہ زبان سے ہزار دفعہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہتا رہے۔'' [عبقات:۲۳۰]

(۲۵)......شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شیعہ حضرات نے امت مسلمہ سے جدا ایک نیا عقیدہ بنام ''امامت'' ایجاد کیا ہے.......اس عقیدہ سے نہ صرف توہین رسالت ہوتی ہے بلکہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کی بھی نفی ہوتی ہے۔'' [سنی موقف:۵۴]

(۲۶)......دارالعلوم حقانیہ سے جاری شدہ فتاویٰ کی کتاب ''فتاویٰ حقانیہ'' میں ہے:

فرقہ اثنا عشریہ کی ''ختم نبوت'' کے متعلق تاویل فاسدہ: الجواب: شیعوں کے مختلف فرقے ہیں، ان میں سے بعض صراحتاً ضرویاتِ دین کا انکار کرتے ہیں، وہ تو کافر و مرتد ہیں۔ اور بعض اپنے کفر وضلالت کو چھپانے کے لیے کسی امر اجماعی (ماثبت فی الدین بالضرورۃ) کی تاویل بعید کرتے ہیں جو کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع امت کے خلاف ہوتی ہے، تو ایسے لوگ ''زندیق'' کہلاتے ہیں اور ان کا کفر زیادہ قریب الی الشر ہوتا ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تاویل بعید کر کے کہتے ہیں کہ: آپ ﷺ خاتم النبیین تو ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو ''نبی'' کا نام نہیں دیا جائے گا اور نبوت بایں معنیٰ کہ کسی انسان کا مخلوق کی طرف مبعوث ہونا جس کی اطاعت مخلوق پر فرض ہو، معصوم من الذنوب ہو، یہ صفات تمام کی تمام ائمہ اثنا عشر میں موجود اور باقی ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی تاویلات کرنے والا جو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے مخالف ہو ''زندیق'' اور اس کا دم ہدر ہے۔ [فتاویٰ حقانیہ:۱/۳۸۷]

(۲۷)......مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مہر محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہم یہاں شیعہ کی سب سے مستند اور عظیم مذہبی کتاب ''اصول کافی'' کے کتاب الحجہ سے شیعی ''امامت'' کا تعارف کراتے ہیں، تاکہ ان کے ختم نبوت کے منکر ہونے پر شک وشبہ نہ رہے۔.. شیعہ دراصل ختم نبوت کے منکر (ہیں) اور امامت کے پردہ میں اپنے بزرگوں کو نبی مانتے ہیں۔'' [تحفہ امامیہ:۳۷۹]

(۲۸)......ابن امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ لکھتے ہیں:

''روافض کی چوتھی فکر فاسد ان کا نظریہ امامت ہے، جس میں وہ اپنے ائمہ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم قرار دیتے ہیں، ان پر نزول وحی کے قائل ہیں، اور ان کی اطاعت کو انبیاء کی اطاعت کی طرح لازم سمجھتے ہیں، جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ نظریہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کے سراسر منافی ہے۔

[برصغیر میں اسلام کی آمد:۱۲۱]

(۲۹)......مصنف کتب کثیرہ حافظ عبدالوحید حنفی مدظلہ لکھتے ہیں:

''اس لیے شیعہ کا یہ عقیدہ کہ یہ بارہ امام (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت مہدی تک) سابقہ انبیاء سے افضل ہیں، سراسر قرآن وسنت کے خلاف کفریہ عقیدہ ہے اور سراسر عقیدہ ختم نبوت کے منافی عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ ختم نبوت:۳۳]

☆☆☆☆

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

امامیوں کو ختم نبوت کے اجتماعات میں شریک کرنے کا شرعی حکم

سوال: شیعہ اثناءعشری کے عقائد (۱) تحریف قرآن (۲) سب الشیخین (۳) انکارِ عفت سیدہ عائشہ اور (۴) عقیدہ امامت جیسے عقائد جب ہم اُن شیعوں پر پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ: پہلے تین تو ہمارے عقائد نہیں بلکہ ہمارے علماء کے قول ہیں جو ہم پر حجت نہیں۔

۱......کیا اُن کا یہ کہنا قابلِ تسلیم ہے یا نہیں؟

وہ کہتے ہیں: جہاں تک ''عقیدہ امامت'' کا تعلق ہے تو ہم اُس کے قائل ہیں اور وہ ہمارا اساسی عقیدہ ہے۔مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ:

۲......شیعہ کا ''عقیدہ امامت'' انکارختم نبوت کو مستلزم ہے کہ نہیں؟ اور کیا صرف اِس عقیدہ کی بنیاد پر شیعہ کافر ہے یا نہیں؟

۳......اگر شیعہ اثناءعشری کا ''عقیدہ امامت'' ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔تو کیا اُن کو ''ختم نبوت'' کی کانفرنسوں میں باقاعدہ ختم نبوت کے اسٹیج پر دعوت دینا جائز ہے یا نہیں؟

۴......اگر شیعہ اثناءعشری کا ''عقیدہ امامت'' ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔تو کیا ایسی صورت میں شیعہ علماء کو ''تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تحریک اور ''تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' میں بلانا جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب#52936......Published on: Jun 9, 2014

Fatwa ID: U-1435/8=B/000-885

(۱)......شیعوں کے وہ کفریہ عقائد جن کی وجہ سے وہ لوگ کافر و مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، بے شمار ہیں، جن میں سے آپ نے ان کے بعض مشہور عقائد کو ذکر کیا ہے۔اور یہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں عقیدہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے بلکہ ہمارے علماء کا قول ہے جو ہم پر حجت نہیں ہے، یہ لوگ بطور ''تقیہ'' ایسا کہتے ہیں اور تقیہ یعنی جھوٹ بولنا اپنے عقائد کفریہ کو چھپالینا، ان کے نزدیک نہ صرف جائز ہے بلکہ عبادت اور دین وایمان کا حصہ ہے، چنانچہ خود ان کی سب سے معتبر اور صحیح ترین کتاب اصول کافی میں ہے: ”لا دین لمن لا تقية له، لا إيمان لمن لا تقية له“ کہ جو شخص تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین اور بے ایمان ہے، لہٰذا اُن

کا یہ کہنا کہ: یہ ہمارے عقائد نہیں ہیں بلکہ ہمارے علماء کا قول ہے، قابل تسلیم نہیں ہے، بلکہ جو کچھ ان کی مذہبی کتابوں میں ہے اسی کے اعتبار سے حکم ہوگا، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اول حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''اور واضح ہو کہ روافض تبرا گو ہی ہوتے ہیں اگر چہ بوجہ تقیہ کے جو اُن کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ مخفی رکھتے ہیں، لہٰذا اُن کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جاوے، بلکہ اُن کے اُصول مذہب کو دیکھا جاوے''۔[فتاوی دارالعلوم دیوبند:۱۲/ ۳۹۷]

اور اگر بالفرض ان کی اس بات کو تسلیم کیا جائے تو صرف اتنی بات کہنے سے کہ: ''یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے بلکہ ہمارے علماء کا قول ہے۔'' کام نہیں بنتا، بلکہ اگر وہ لوگ سچے ہیں تو اپنے ان علماء کو جنھوں نے اپنی کتابوں میں یہ کفریہ عقائد لکھے ہیں ان سب کو یہ کافر و مرتد کہہ دیں اور ان کی کتابوں کو آگ لگا دیں، لیکن قیامت کی صبح تک کوئی بھی شیعہ اس پر تیار نہیں ہوگا، پھر ان کے عدم تکفیر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے احسن الفتاوی جلد نمبر ایک اور جلد نمبر ۱۰/ کی طرف رجوع کریں۔

(۲)......جی ہاں عقیدۂ امامت ایک ایسا عقیدہ ہے کہ تمام شیعہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، سب کے سب اس عقیدہ کو ظاہر کرتے ہیں، اس کو چھپاتے نہیں ہیں، شیعوں کے نزدیک امام مفترض الطاعۃ ہوتا ہے یعنی اس کی اطاعت فرض ہے اور اس کی ہر بات کو ماننا نبی کی طرح فرض ہے، اسی طرح امام ان کے نزدیک منصوص من اللہ ہوتا ہے، امام گناہوں اور خطاؤں سے بھی معصوم ہوتا ہے، امام شریعت کے حکم کو منسوخ کرسکتا ہے، امام حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرسکتا ہے، اسی طرح فرشتوں کے ذریعہ امام پر وحی آتی ہے وغیرہ۔ حالانکہ مفترض الطاعۃ ہونا، منصوص من اللہ ہونا اور معصوم ہونا یہ انبیائے کرام ہی کی خصوصیات اور ان ہی کے اوصاف ہیں، امام کے بارے میں ایسے عقائد رکھنا موجب کفر و ارتداد ہیں اور ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے، لہٰذا عقیدہ امامت ہی کی بنیاد پر شیعہ کافر، مرتد اور زندیق ہیں اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے المسوی شرح موطا مالک میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

"وكذلك من قال في الشيخين أبي بكر وعمر مثلاً ليسا من أهل الجنة مع تواتر الحديث في بشارتهما أو قال إن النبي صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام أنه لا يجوز أن يسمي بعده أحد بالنبي، وأما معنى النبوة وهو كون الإنسان مبعوثا من الله تعالى إلى الخلق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء على الخطاء فيما يرى فهو موجود في الأئمة بعده، فذلك هو الزنديق. وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجري هذا المجرى والله أعلم.[المسوی شرح مؤطا مالک باب حکم الخوارج]

قدیم زمانہ سے لے کر ملعون قادیان مرزا غلام احمد قادیانی تک جتنے جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت گذرے ہیں سب نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے عقیدۂ امامت ہی سے مستعار لیا ہے، لہٰذا شیعوں کا عقیدۂ امامت ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کے خلاف ایک کھلی سازش ہے۔

(۴/۳) ......جی ہاں شیعوں کا عقیدۂ امامت ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے اور اس کی وجہ سے یہ لوگ کافر و مرتد ہیں اور شرعی اعتبار سے مرتدین سے قطع تعلق رکھنا واجب و ضروری ہے، لہٰذا شیعوں کو ختم نبوت کی کانفرنسوں میں اسٹیج پر دعوت دینا نا جائز ہے، اسی طرح شیعوں کو تحفظ ناموس رسالت کی کانفرنسوں میں بھی دعوت دینا جائز نہیں ہے، بلکہ علمائے اہل حق کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں میں وقتاً فوقتاً اعلان کریں کہ عقیدۂ امامت ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے اور شیعہ اثنا عشری حقیقت میں ختم نبوت کے منکر ہیں، چنانچہ اسی فتنہ کی سرکوبی کے لیے ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا تھا، اور اجلاس کی کچھ رپورٹ ماہنامہ دارالعلوم ماہ جنوری ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی تھی، چنانچہ ماہنامہ دارالعلوم میں ہے: ''اس لیے عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم (منعقدہ ۳۱/۳۰/۲۹/ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے موقع پر اسی تقاضۂ شرعی کے تحت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی نے ایک تجویز پیش فرمائی جو بحث و تمحیص کے بعد اجلاس نمائندگان میں منظور کر لی گئی، تجویز کا متن یہ ہے:

''یہ اِجلاس اعلان کرتا ہے کہ شیعی اثنا عشری مسلک کا جو فی زمانہ دنیا کے شیعوں کی اکثریت کا مسلک ہے، اس مسلک کا ایک بنیادی عقیدہ ''عقیدۂ امامت'' براہِ راست ختم نبوت کا انکار ہے، اسی بناء پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ ان کی تکفیر کی ہے، لہٰذا یہ اجلاس تحفظ ختم نبوت کا اعلان کرتا ہے کہ یہ مسلک موجب کفر اور ختم نبوت کے خلاف پرفریب بغاوت ہے، نیز یہ اجلاس تمام اہل علم سے اس فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہونے کی اپیل کرتا ہے۔'' [ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند: ۶، جنوری ۱۹۸۷ء]

واللہ تعالیٰ اعلم ......دارالافتاء......دارالعلوم دیوبند ویب سائٹ

وفیات

مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم کے بھتیجے مولانا محمد قاسم اوکاڑوی رحمہ اللہ [۲۳/ستمبر]

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے ناظم تعمیرات مولانا فضل الرحمٰن رحمہ اللہ

حاجی نور محمد سومرو رحمہ اللہ، جنہان سومرو، سندھ [۲۰/نومبر]

جامعہ مظہریہ حسینیہ، جنہان کے طالب علم محمد معاذ کے والد شاہ میر رحمہ اللہ [۲۱/نومبر]

جناب نثار معاویہ صاحب کے بڑے بھائی فتح مہدی صاحب رحمہ اللہ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

مولانا حبیب الرحمٰن القاسمی [سابق مدیر: ماہنامہ دارالعلوم دیوبند]

عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی تجویز

فرقہ شیعہ اپنے ابتدائے وجود سے آج تک مسلسل مسلمانوں کی بیخ کنی میں کوشاں ہے اور اسلام دشمن طاقتوں کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامادِ رسول وخلیفۂ راشد کے خلاف بغاوت اور ان کی شہادت ۳۵ھ، ۶۵۵ء سازش عبداللہ بن سباء موجد شیعیت، جنگ جمل ۳۶ھ، ۶۵۶ء، جنگِ صفین ۳۷ھ، ۶۵۷ء بسازشِ پیرووانِ ابن سباء سقوطِ خلافتِ عباسیہ اور مسلمانوں کا قتل عام ۶۵۶ھ، ۱۳۵۸ء بسازشِ شیخ الشیعہ نصیر طوسی اور وزیر علقمی شیعہ، نادر شاہ کے ہاتھوں دلی کی تباہی اور علمائے اسلام کی تذلیل واہانت ۷۳۵ھ، ۱۳۳۴ء، سلطان ٹیپو کی شہادت اور ریاست میسور پر انگریزوں کا قبضہ ۱۱۶۰ھ، ۱۷۴۷ء، بسازشِ میر صادق شیعی، ریاست چوبیس پرگنہ بنگال کا سقوط اور انگریزوں کا تسلط ۱۱۷۱ھ، ۱۷۵۷ء بسازشِ میر جعفر شیعی، حکومت روہیلیہ کا خاتمہ ۱۱۸۸ھ، ۱۷۷۴ء بذریعہ شجاع الدولہ وغیرہ سینکڑوں قیامت نما حادثات ہیں جن سے اسلام اور مسلمانوں کو محض شیعوں کی فتنہ پردازیوں کی بناء پر دوچار ہونا پڑا، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان پیہم غداریوں کے باوجود عام طور پر علماء دین ان کی تکفیر کے سلسلے میں خاموش رہے، کیونکہ تقیہ اور کتمانِ مذہب کی وجہ سے ان کے عقائد ونظریات کی صحیح حقیقت واضح ہو کر سامنے نہیں آئی تھی۔

لیکن پریس کے ایجاد نے جب علمی کتابوں کی اشاعت عام کر دی تو ان کی کتابیں بھی علماء اسلام کے ہاتھوں میں پہنچیں جن کے مطالعے سے تقیہ وکتمان کا غبار ان کے عقائد سے صاف ہو گیا۔ اور علماء اسلام اس نتیجے پر پہنچے کہ فقہ اثنا عشریہ اپنے کفریہ عقائد کی بناء پر خارج از اسلام ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ پر فرشتے وحی لے کر نازل ہوتے ہیں۔ [الجامع الکافی: ۸۲] ائمہ کا مرتبہ انبیاء ورسل سے بھی بلند تر ہے۔ [الحکومۃ الاسلامیہ، خمینی: ۵۲] ائمہ کی تعلیمات احکام قرآن کی طرح واجب الاتباع ہیں۔ [الحکومۃ الاسلامیہ: ۱۱۳] رسول کی اطاعت کا طرح ائمہ کی اطاعت بھی فرض ہے۔ [الکافی: ۱۰۹] ائمہ گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ [الکافی: ۹۶]

شیعوں کے ان عقائد سے ''ختم نبوت'' کا اجماعی وقطعی عقیدہ باقی نہیں رہتا، جب کہ علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس عقیدہ کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ مسند ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کافر، منافق اور زندیق میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''أو قال إن النبی صلی الله علیه وسلم خاتم النبوة ولکن معنی هذا الکلام أنه لایجوز أن یسمی بعده أحد نبی، واما معنی النبوة: وهو کون الإنسان مبعوثا من الله تعالی إلی الخلق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب فهو موجود فی الائمة، فذلك هو الزندیق، واتفق جماهیر المتاخرین من الحنفیة والشافعیة علی قتل من جری هذا المجری.''[المسوی شرح المؤطا :۱۳۰/۲، کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دلی]یا اقرار کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی کہنا جائز نہیں ہے۔البتہ حقیقت نبوت یعنی کسی انسان کا اللہ کی جانب سے مخلوق کی طرف بھیجا جانا اور اس کی اطاعت و پیروی کا فرض ہونا، گناہوں سے معصوم ہونا، تو یہ صفات و خصوصیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں میں موجود ہیں تو ایسا کہنے والا زندیق ہے۔ متاخرین علماء احناف و شوافع بالاتفاق اس طرح کے عقائد رکھنے والوں کے قتل کا فتوی دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں فرقہ اثناعشری تحریف قرآن کا بھی قائل ہے چنانچہ اس فرقہ کے العالم الکبیر المحدث المجتهد العلامہ حسن بن تقی النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ھ نے اس موضوع پر''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب''کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں وہ اثناعشری کے ۳۰ رجلیل القدر محدثین، مفسرین اور مجتہدین کا نام شمار کرانے کے بعد لکھتے ہیں کہ:''یہ سب علماء تحریف قرآن کے قائل ہیں۔''[فصل الخطاب:۳۰] مجتہد طبرسی اسی کتاب میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ:''مشہور محدث سید نعمت اللہ الجزائری نے لکھا ہے کہ: ائمہ کی جن روایتوں سے تحریف قرآن کا ثبوت ہوتا ہے وہ دو ہزار سے زائد ہیں اور ائمہ کی ایک جماعت ان کو''متواتر'' مانتی ہے۔''فرقہ اثناعشریہ کا یہ دعوی بھی موجب کفر ہے، علامہ قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:''وکذالك من انکر القرآن او حرفا منه اور غیر شیئا منه او زاد فیه.''[الشفاء:۲۶۴]اسی طرح وہ بھی کافر ہے جس نے قرآن یا اس کے کسی ایک حرف کا انکار کیا یا اس میں رد و بدل اور زیادتی کی۔علامہ بحر العلوم متوفی ۱۲۲۵ھ تحریف قرآن کے قائل کو کافر لکھتے ہیں۔[فواتح الرحموت:۶۱۷]

اثناعشری فرقہ کے ان عقائد کے منظر عام پر آجانے کے بعد علماء امت کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا کہ اس فرقہ کو خارج از اسلام قرار دیں۔کیونکہ کافر کو کافر نہ کہنا اسے مسلمان تسلیم کرنا ہے جو شریعت کی نگاہ میں جرم عظیم ہے۔ادخال کافر فی الملة و اخراج مسلم عنها عظیم فی الدین. [اکفار الملحدین :۲۰] کافر کو اسلام میں شامل کرنا اور مسلمان کو ملت سے خارج کرنا از روئے دین کے دونوں جرم عظیم ہیں۔اس لیے کسی فرد یا جماعت سے کفریہ عقائد کے ظاہر ہوجانے کے بعد اس کی تکفیر سے گریز کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے، بلکہ علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ ایسے لوگوں کے کفر کو ظاہر

کردیں تاکہ دوسرے مسلمان ان سے اوران کے باطل عقائد سے دُور رہیں۔

چنانچہ ۱۳۴۸ھ میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے ایک فتوی کی تصدیق کرتے ہوئے علماء دیوبند نے متفقہ طور پر فرقہ اثنا عشری کی تکفیر کی تھی۔ بعد میں یہ فتوی کتابی شکل میں شائع ہوگیا تھا، جس کا جدید ایڈیشن اضافہ کے ساتھ حال ہی میں پاکستان سے شائع ہوا ہے۔ادھر ماضی قریب میں ایران کے اندر سیاسی انقلاب کے بعد خمینی حکومت کی طرف سے جس شد و مد کے ساتھ پرفریب انداز میں شیعیت کی تبلیغ ہورہی ہے اس کا تقاضا ہے کہ علماء اسلام خصوصی طور پر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سرگرم عمل ہوجائیں۔

یہ ضرورت اس لیے اور بڑھ گئی ہے کہ بعض اسلامی جماعتیں سیاسی مفاد یا اپنے زیغ اور کجی کی بناء پر ایران کے شیعی انقلاب کو 'اسلامی انقلاب' بنا کر مسلمانوں کو اس کی تائید وحمایت کی دعوت دے رہی ہیں۔اِس لیے ''عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم'' منعقدہ ۲۹/۳۰/۳۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء کے موقع پر اسی تقاضائے شرعی کے تحت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی نے ایک تجویز پیش فرمائی جو بحث وتمحیص کے بعد اجلاس نمائندگان میں منظور کرلی گئی۔ تجویز کا متن یہ ہے:

''یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ شیعی اثنا عشری مسلک کا جو فی زمانہ دنیا کے شیعوں کی اکثریت کا مسلک ہے اور ایران میں اسی مسلک کے ماننے والوں کے ذریعہ ماضی قریب میں ایک انقلاب برپا ہوا ہے، جس کو اسلامی انقلاب کہہ کر عالم اسلام کو زبردست دھوکہ دیا جارہا ہے۔اس مسلک کا ایک بنیادی عقیدہ ''عقیدہ امامت'' براہِ راست ختم نبوت کا انکار ہے۔اسی بناء پر حضرت شاہ ولی اللہ نے صراحت کے ساتھ ان کی تکفیر کی ہے۔لہٰذا یہ ''اجلاس تحفظ ختم نبوت'' اعلان کرتا ہے کہ یہ مسلک موجب کفر اور ختم نبوت کے خلاف پرفریب بغاوت ہے۔نیز یہ اجلاس تمام اہل علم سے اس فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہونے کی اپیل کرتا ہے۔''

اجلاس کی جو رپورٹ گذشتہ سے پیوستہ شمارے میں شائع ہوئی تھی، غلطی سے یہ تجویز اس میں نہیں آسکی تھی، حالانکہ اس تجویز کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ اسے نمایاں طور پر شائع کیا جاتا۔حضرت مولانا منظور نعمانی اور شرکائے اجلاس سے معذرت کے ساتھ تجویز شائع کی جارہی ہے۔[ماہنامہ دارالعلوم، جنوری ۱۹۸۷ء]

مجلّہ ''صفدر'' کے قدیم قارئین توجہ فرمائیں!

بعض نئے قارئین' مجلّہ صفدر کے ابتدائی شمارے حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں، جبکہ اِدارے کے پاس صرف ریکارڈ کے نسخے باقی ہیں۔ اِس لیے قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس ابتدائی شمارے موجود ہوں اور وہ فی سبیل اللہ یا قیمت کے عوض دینا چاہیں تو رابطہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

خصوصاً شمارہ نمبر: ۴ تا ۱۱......۱۴ تا ۱۸......۲۰......۲۶_۲۷......۳۰ تا ۴۲......۶۱

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

۱۹۷۴ء کی ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' اور مولانا عبداللطیف جہلمیؒ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد ۱۹۷۴ء میں قادیانی فتنہ ارتداد کے خلاف ایک ملک گیر تحریک شروع ہوئی، جس کی قیادت محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ [بانی: جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی] کے سپرد کی گئی۔ ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' قائم کی گئی۔ اور یہ مسئلہ اسمبلی میں اُٹھایا گیا۔ مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمہ اللہ نے اپنے اپنے محضر نامے پیش کیے۔ (اس وقت جمعیۃ دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک کے قائد مفتی صاحب اور دوسرے کے قائد مولانا ہزاروی تھے۔) مرزا ناصر قادیانی سربراہ کو بھی قومی اسمبلی میں آنا پڑا۔ علمائے کرام نے اس پر زبردست جرح کی، جس پر وہ لاجواب ہو گیا۔ آخر کار بھٹو دورِ حکومت میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو (قادیانی مرزائی ہوں یا لاہوری) انکارِ ختم نبوت کی بنا پر غیر مسلم قرار دے دیا۔

۱۹۷۴ء کی مجلس عمل میں شیعہ اور مودودی بھی شامل تھے۔ جہلم میں جب مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس کا صدر مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کو بنانا چاہتے تھے۔ لیکن مولانا مرحوم نے اہل تشیع اور مودودی جماعت کی اس میں شرکت کی وجہ سے مجلس عمل کی شمولیت سے ہی انکار کر دیا۔ اور چکوال میں بندہ بھی مجلس عمل میں شامل نہیں ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ شیعہ عقیدہ امامت عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

(۱)......چنانچہ شیعہ رئیس المحدثین ملا باقر مجلسی 'امامت' کی بحث میں لکھتے ہیں:

''امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است۔'' [حیات القلوب: ۱۰/۳] (ترجمہ) ''مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے۔'' [حیات القلوب مترجم: ۱۰/۳، ناشر: امامیہ کتب خانہ، موچی دروازہ، لاہور]

اس عقیدہ امامت کی بنا پر شیعہ علماء کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر امام مہدی تک یہ بارہ انبیاء امام' انبیائے سابقین علیہم السلام حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۲)......ایران کے انقلابی رہنما خمینی صاحب لکھتے ہیں:

''وان من ضروریات مذهبنا 'ان لأمتنا مقاما' لا يبلغه ملك مقرب ولا نبی مرسل.'' [الحکومت الاسلامیہ: ۸۲] (ترجمہ) اور ہمارے مذہب کے ضروری عقائد میں سے ایک

عقیدہ یہ ہے کہ: ہمارے ائمہ کو وہ مرتبہ حاصل ہے جو کسی نبی و رسول کو حاصل نہیں۔

(۳)......شیعہ مجتہد مولوی حسین بخش جاڑہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ہمارا رسول چونکہ تمام کائنات کا نبی بلکہ گزشتہ نبیوں کا نبی ہے، لہٰذا وہ ماسوا اللہ تمام کائنات سے افضل و اعلم و اکمل ہیں۔ اور ان کے بارہ جانشین ان کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے آنحضور کے علاوہ باقی تمام کائنات سے افضل و اعلم ہیں۔ حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک تمام انبیاء ان کی رعایا کی حیثیت سے ہیں، جس طرح وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایا ہیں۔'' [تفسیر انوار النجف: ۱/۱۹۴، مکتبہ انوار النجف، دریا خان، بھکر]

اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ: حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس آخری امت کا کوئی شخص نبی ہے تو یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہوگا۔ اس طرح جب ''اثنا عشریہ'' یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بارہ اِمام اپنے منصب امامت کی وجہ سے انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل ہیں تو یہ بھی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ اگر اس امت میں کوئی نبی نہیں پیدا ہوسکتا تو انبیائے کرام سے افضل کون پیدا ہوسکتے ہیں؟

علاوہ ازیں اِن بارہ اماموں کے بارے میں شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

''ائمہ علیہم السلام اپنی موت کا وقت جانتے ہیں اور وہ باختیار خود مرتے ہیں۔''

[الشافی، ترجمہ اصول کافی، چھیالیسواں باب: ۱/۲۹۵]

''پس وہ (یعنی بارہ امام) جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے مگر وہی جو اللہ چاہتا ہے۔'' [ایضاً، الشافی مترجم: ۱/۵۴۶، کتاب الحجۃ ......و......اصول کافی، عربی، طبع لکھنو، ص: ۲۷۸]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام مہدی کی بیعت کریں گے:

''نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام باقر علیہ السلام کہ چوں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید خدا او را یاری کند بملائکہ اول کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد از اں علی۔'' [حق الیقین، فارسی: ۳۴۷، مؤلفہ: علامہ باقر مجلسی، مطبوعہ تہران] (ترجمہ) نعمانی نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی (غار سے) باہر آئیں گے، خدا، ملائکہ کے ذریعے ان کی مدد کرے گا اور سب سے پہلے ان کی بیعت محمد کریں گے پھر علی۔

یہ ہے اہل تشیع کا عقیدہ امامت کہ آخری امام حضرت مہدی (جو ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں) کی امامت کا اتنا بلند مقام ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین ﷺ بھی ان سے بیعت کر کے ان کے

مریدین میں شامل ہو جائیں گے اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بیعت کریں گے۔

کیا اَب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کا عقیدہ امامت' عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی نہیں ہے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار.

سنی شیعہ اختلاف اُصولی ہے:

سنی طبقہ ناواقفیت کی بناپر عموماً یہ کہتا ہے کہ سنی شیعہ اختلاف ایک فروعی اختلاف ہے اور ان میں کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ اور شیعہ علماء بھی از روئے 'تقیہ' یہی کہتے رہتے ہیں کہ سنی وشیعہ فروعی اختلاف ہے۔ لیکن ان مستند مذکورہ بالا روایات سے روزِ روشن کی طرح یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ شیعہ عقیدہ امامت اُن کے مذہب کا ایک اُصولی عقیدہ ہے اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد عقیدہ نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی کوئی علمی اور شرعی حیثیت باقی نہیں رہ سکتی۔

اور یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اسلامی اُصول کی بناپر کسی کافر کو بھی اُس کے عقیدہ کفر چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"لا اکراہ فی الدین." [التوبہ:۲۵۶] دین میں زبردستی (کافی نفسہ کوئی موقع) نہیں۔ (کیونکہ یقیناً گمراہی ہدایت سے ممتاز ہو چکی ہے۔) [ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ]

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ وایمان کا تعلق تو قلب (دل) سے ہے، اگر کوئی شخص موت کے ڈر سے اپنے عقیدے کے خلاف زبان سے کوئی بات کہہ بھی دے تو اس کے دل میں تو وہی اپنا عقیدہ قائم ہے۔ اس لیے اس کو مجبور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عندالتحقیق کسی مسلمہ عقیدے کا دوسرے کے سامنے اظہار بھی نہ کیا جائے۔ بلکہ تحفظ اُصول دین کے لیے ''احقاق حق'' اور ''ابطالِ باطل'' ضروری ہے۔ البتہ اس میں بے جا تشدد نہ کیا جائے جس سے امن عامہ قائم نہ رہ سکے۔

مودودیت:

''مجلس عمل ختم نبوت'' میں مودودی جماعت کی شمولیت پر اس لیے مولانا جہلمی نے اختلاف کیا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریر ختم نبوت میں مودودی کی دوغلی پالیسی بے نقاب ہو چکی تھی[1] تو اَب اُن کی جماعت سے کیونکر

---

[1] چنانچہ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ اپنے اسی مضمون میں لکھتے ہیں:

مودودی صاحب کی معذرت: امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ فروری ۱۹۵۴ء کو رہا ہوئے۔ اور جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ ۱۰/اپریل ۱۹۵۴ء کو تیار ہوئی۔ جسٹس منیر کی کورٹ میں متعدد علماء کے بیانات قلمبند ہوئے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

اتحاد کیا جاسکتا ہے؟ اور مودودی صاحب کے عقائد کی وجہ سے بھی علمائے حق کو ''اُصولی'' اختلاف ہے۔ اور وہ مودودیت کو ایک ''فتنہ'' قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ ردِ مودودیت میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا نام

(گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ)

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں نے مرزا قادیانی کو پہلے بھی کافر کہا ہے، اَب بھی کہتا ہوں اور آئندہ بھی کہتا رہوں گا۔ سید بخاری کی تو یہ مجاہدانہ للکار تھی۔ لیکن اِس کے برعکس جب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی و امیر اول جماعت اسلامی کا بیان ہوا تو جسٹس منیر نے اُن سے سوال کیا کہ: مولانا! آپ نے تحریک میں حصہ لیا؟ تو مودودی صاحب نے جواب دیا:

''جناب والا! میری تو یہ مثال ہے کہ میں سڑک کے کنارے جارہا تھا کہ پیچھے سے ٹرک آیا، جس سے جان بچانے کے لیے میں کھیت میں گھس گیا لیکن ٹرک کھیت میں بھی میرے اوپر آچڑھا۔ میانوالی سے میری جماعت کے دو آدمیوں نے تحریک میں حصہ لیا، جس پر میں نے ان دونوں کو جماعت سے خارج کرادیا۔''

اس پر آئی جی پولیس نے سی آئی ڈی رپورٹ عدالت میں پیش کردی، جس میں لکھا تھا کہ: ''موچی دروازہ لاہور کے جلسہ عام میں مودودی صاحب نے حکومت سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''اگر آپ نے قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کا مطالبہ نہ مانا تو ۱۹۴۷ء سے بھی بڑی خونریزی ہوگی۔'' اس پر جسٹس منیر نے (مودودی صاحب سے) پوچھا کہ: مولانا! یہ آپ کی تقریر ہے؟ تو مودودی صاحب خاموش ہوگئے۔

شاہ جی کا بیان:

جیل سے رہا ہونے کے بعد حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ نے پہلا جلسہ لائل پور (فیصل آباد) میں کیا، جس میں فرمایا:

''لوگو! مودودی صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ وہ تحریک کے ساتھ نہ تھا۔ (حقیقت یہ ہے کہ وہ تحریک میں شامل تھا اور تحریک کے مرکزی اجلاس میں بھی شریک تھا، چنانچہ [مدیر]) وہ کراچی کے اجلاس میں میرے زانو کے ساتھ زانو ملا کر بیٹھا ہوا تھا۔ تمام علمائے کرام بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جس سے پہلے اس تحریر پر جس میں حکومت کو ایک ماہ کا نوٹس دیا گیا تھا کہ: ایک مہینہ کے بعد ہم راست اقدام کریں گے۔ مودودی صاحب نے دستخط کیے، اس کے بعد میں نے اور پھر باری باری سب نے دستخط کیے۔ اتنا جھوٹا، کذاب، مکار میں نے نہیں دیکھا۔''

شاہ جی نے مزید فرمایا:

''جو لوگ شہید ہوئے ہیں تحریک سے پہلے اور تحریک میں قیامت تک شہید ہوں گے، ان کا میں ذمہ دار ہوں۔''

اس کے بعد لاہور کے جلسہ عام میں بھی شاہ جی نے مودودی صاحب کے متعلق یہی بیان دیا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہی ''فتنۂ مودودیت'' ہے۔اور مودودی جماعت کے دستور میں یہ لکھا ہے:

''رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔'' الخ

اور اسی دستور میں شرائط رکنیت دفعہ ۵/ کے تحت نمبر ۱۱/ میں لکھا ہے کہ:

''جماعت کے عقیدے کو اس کی تشریح کے ساتھ سمجھ لینے کے بعد شہادت دے کہ یہ اس کا عقیدہ ہے۔''

اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد محدث مدنی رحمہ اللہ [شیخ الحدیث: دارالعلوم دیوبند] نے فرمایا:

''مودودی صاحب کی یہ دستور نمبر ۶/ اور اس کا عقیدہ نہایت غلط اور مخالف قرآن و حدیث اور مخالف عقائد اہل السنۃ والجماعۃ اسلاف کرام ہے، جس سے اسلام کو انتہائی ضرر اور نقصان عارض ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس سے احتراز ضروری ہے۔'' [مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت]

اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ردِ مودودیت میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے: ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب''۔حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی اس کتاب پر امیر شریعت حضرت (سید عطاء اللہ شاہ) بخاری رحمہ اللہ سمیت پچاس (۵۰) سے زائد علمائے کرام کی تصدیقات موجود ہیں۔اس میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''برادرانِ اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بنظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ: مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ من ذلک نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے در و دیوار منہدم کر کے دکھا دیئے جائیں۔'' الخ

بہر حال! مولانا جہلمی مرحوم مودودی جماعت کو ایک ''مستقل فتنہ'' سمجھنے کی وجہ سے مجلس عمل میں اِس جماعت کی شمولیت کے روادار نہ تھے۔اِس لیے آپ نے مجلس عمل کی صدارت کو ٹھکرا دیا اور اپنے مسلک و موقف حق پر مضبوطی سے قائم رہے۔اور حق پر ڈٹ جانا ہی مولانا مرحوم کی دینی زندگی کا طغرہ امتیاز تھا۔

(گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ) موت کی سزا:

ختم نبوت کی ۵۳ء کی اس تاریخی تحریک کے نتیجے میں مودودی صاحب کو موت کی سزا بھی سنائی گئی تھی، جس کی بنا پر مودودی صاحبان کہتے ہیں کہ: ''یہ سزا تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی وجہ سے ہی تھی۔'' حالانکہ یہ غلط ہے۔کیونکہ جسٹس کی عدالت میں انہوں نے وضاحت کر دی تھی کہ اُنہوں نے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مودودی صاحب نے قیام پاکستان اور خود قائداعظم کے خلاف بھی بہت سخت لکھا تھا۔اس لیے مسلم لیگ کے اصحابِ اقتدار کو اُن سے انتقام لینے کا یہ ایک سنہری موقع ہاتھ آیا اور اُن کو موت کی سزا سنا دی گئی۔[جہلمی نمبر: ۳۲]۔۱۲

اور مولانا جہلمی آخری دم تک تاج وتختِ ختم نبوت کے محافظ رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۴ء میں جہلم کے ایک قادیانی دوکان دار کی موت پر بطورِ افسوس بعض سنی کلاتھ مرچنٹ والوں نے بھی اپنی دوکانیں بند رکھی تھیں، جس سے مولانا کو بڑا دُکھ ہوا اور اُن دوکان داروں کے اِس 'منافقانہ فعل' کے خلاف سخت تقریر کی، آپ کی اِس مجاہدانہ تقریر سے وہ دوکاندار بہت نادم ہوئے اور اپنے اپنے دستخطوں سے انہوں نے توبہ نامہ لکھ کر مولانا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مولانا جہلمی نے خود مجھے یہ واقعہ سنایا تھا۔ اور اس توبہ نامہ کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی مجھے دی تھی، اس توبہ نامہ میں لکھا تھا کہ:

''ہم عہدیداران واراکین کلاتھ مرچنٹ اپنی اس کوتاہی اور غفلت پر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سخت نادم اور شرمندہ ہیں کہ ایک قادیانی کی موت پر اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ ہم قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں۔ الخ...... ہم دربار خداوندی میں بھی معافی کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ بتاریخ: ۲/ اپریل ۱۹۹۴ء''

اور اس توبہ نامہ پر ۴۷/ دوکانداروں کے دستخط ہیں۔ [ماہنامہ حق چاریار، جہلمی نمبر: ۳۳ تا ۳۷]

اہل سنت کا معیارِ امامت وخلافت

اہل سنت کے ہاں ''خلافت وامامت'' ایک انتظامی عہدہ ہوتا ہے جو پیغمبر ﷺ کی پیروی سے آپ کی جانشینی وحکمرانی کا نام ہے۔ خلیفہ نہ نبی سے افضل یا اس کے مساوی ہوتا ہے، نہ وہ مستقل مطاع اور نبی کی طرح مفترض الطاعۃ ہوتا ہے۔ نہ وہ حلال وحرام کرنے میں خود مختار ہوتا ہے، نہ اس پر وحی آتی ہے۔ نہ وہ قرآن پاک اور سنت نبوت کے علاوہ کسی تیسری وحی یا آسمانی کتاب کا حامل ہوتا ہے، نہ اس کے لیے عصمت شرط ہے۔ نہ اس سے اختلاف کفر ہے، نہ اس کے نام کا کلمہ ہے۔ نہ اس کی تعلیم نبوی تعلیم کے متوازی ہے، نہ اس کے نام کی الگ بنام ''شیعۂ فلاں'' ہوتی ہے۔ نہ اس کا نام بطورِ وِرد واِستعانت استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

بلکہ امام وخلیفہ کا منصب صرف اِس قدر ہے کہ وہ شرائط خاصہ کے تحت اس کا اہل ہو، اشارۃ النص، استخلافِ نبوی یا (اہل رائے کے) انتخاب عامہ کے تحت اس عہدہ کو سنبھالے اور حکومت وطاقت کے ذریعے قرآن وسنت کو نافذ کرے اور انتظام مملکت کو سرانجام دے۔ تمام جائز اُمور میں اس کی اطاعت ضروری ہے اور مخالفت وانکار حرام ہے۔

اہل سنت کے ہاں ایسے منتظم شرعی خلیفہ مقتدِر کے لیے یہ ۸/ شرائط ہیں:

۱۔ مسلمان ہو، ......۲۔ عاقل وبالغ ہو، ......۳۔ مرد ہو، ......۴۔ متکلم اور سمیع وبصیر ہو، ......۵۔ مجتہد ہو، ......۶۔ بہادر اور صاحب الرائے ہو، ......۷۔ عادل ومنصف ہو، ......۸۔ قریشی النسب ہو۔

[ازالۃ الخفاء......بحوالہ تحفہ امامیہ: ۳۸۸]

مجلہ صفدر کے خاص نمبرات اور اہم مضامین

مجلّہ صفدر کی چار سالہ فہرست......ش:۴۶......قیمت:25

''فتنہ غامدی نمبر''......جاوید احمد غامدی کے گمراہ کن افکار کا تحقیقی جائزہ......صفحات:۶۰۰......قیمت:۲۰۰

''حقیقتِ میلاد نمبر''......میلاد کی تاریخ، شرعی حکم وغیرہ سے متعلق تحریراتِ اکابر......صفحات:۱۰۴......قیمت:۵۰

''گوشۂ خاص''......بیاد: شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ......ش:۱۲/۱۳......قیمت:30

''گوشۂ خاص''......بیاد: مولانا سید صفی اللہ شاہؒ، (المعروف سید عبدالکریم شاہؒ) نہڑ والی بہاولپور......ش:۱۹......قیمت:20

''گوشۂ خاص''......بیاد: تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سید اصلح الحسینیؒ، کراچی......ش:۴۴......قیمت:35

ٹی وی چینل اور حضرت امام اہل سنتؒ......معہ......علماء کا ٹی وی پہ آنا، مثبت و منفی پہلو......ش:۳۹......قیمت:25

عمار خان ناصر اور مولانا زاہد الراشدی کے بارے اکابر کا فیصلہ اور اس کی وجوہات......ش:۳۸......قیمت:25

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اکابر وفاق سے خط و کتابت اور کمیٹی کے قیام کی روداد_ش:۴۲/۴۳_قیمت:50

ارباب الشریعہ کی خدمت میں! (عمار ناصر کے بارے مولانا راشدی مدظلہم کا طرزِ عمل) ش:۴۲ تا ۴۵......110

مولانا زاہد الراشدی اور عمار خان ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مکتوب گرامی......ش:۴۴......35

مولانا راشدی کی الشریعہ اور عمار خان سے براءت، حقیقت کیا ہے؟......ش:۶۰/۶۱/۶۲......قیمت:75

دیوبندی بریلوی اختلاف اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ......ش:۴۴......قیمت 35

محترم جناب حاجی اشتیاق احمد صاحب رحمہ اللہ اور اُن کی تحریرات، از: حمزہ احسانی......ش:۵۹......قیمت:25

اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس کے بارے میں اکابر دیوبند کا موقف......ش:۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۷......125

افلحت الوجوہ، غازی ممتاز قادری شہیدؒ......از: مولانا احسن خدامی......ش:۶۲......قیمت:25

غامدی کا جوابی بیانیہ، از: شکیل عثمانی......ش:۶۴......قیمت:25

حدیث کلابِ حوأب اور قاضی طاہر ہاشمی کی تحقیق پر نظر، از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۶۵ تا ۶۷......قیمت:150

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا احسانی و عرفانی مقام......از: مولانا محمد ظفر اقبال......ش:۷۰......قیمت:25

اللہ تعالیٰ کے لیے......لفظ 'خدا' کا اطلاق......از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۷۱،۷۲......قیمت:40

۱- مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد حسینی......از: حمزہ احسانی......ش:۷۳......قیمت:25

۲- افکارِ علوی مالکی: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی رائے اور مولانا نثار حسینی کی ناانصافی......ش:۷۳

۳- رسالہ ''قضیہ کا خاتمہ'' کا تحقیقی جائزہ، مولانا نثار کی ناانصافیوں اور مغالطہ آمیزیوں کی وضاحت......ش:۷۳

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور مروجہ مجالس ذکر......مولانا عبدالرحیم چاریاری......ش:۷۶......قیمت:25

جاوید احمد غامدی: شخصیت و افکار کا تعارف......صہیب احمد......ش:۷۷......قیمت:25

رابطہ:0307-5687800__0334-4612774